ماہنامہ

التبلیغ

راولپنڈی

جون 2019ء - رمضان المبارک 1440ھ (جلد 16 شمارہ 09)

جلد 16 شمارہ 09

ماہنامہ التبلیغ راولپنڈی

جون 2019ء - رمضان المبارک 1440ھ

بشرفِ دعا

حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ

وحضرت مولانا ڈاکٹر تنویر احمد خان صاحب رحمہ اللہ

مدیر
مفتی محمد رضوان

ناظم
مولانا عبدالسلام

مجلسِ مشاورت
مفتی محمد یونس　مفتی محمد ناصر　مولانا طارق محمود

فی شمارہ .... 25 روپے
سالانہ .... 300 روپے

پبلشرز
محمد رضوان
سرحد پرنٹنگ پریس، راولپنڈی

خط وکتابت کا پتہ
ماہنامہ التبلیغ پوسٹ بکس 959
راولپنڈی پوسٹ کوڈ 46000 پاکستان

قانونی مشیر
محمد شرجیل جاوید چوہدری
ایڈووکیٹ ہائی کورٹ
0323-5555686

مستقل رکنیت کے لئے اپنے مکمل ڈاک کے پتہ کے ساتھ سالانہ فیس صرف 300 روپے ارسال فرما کر گھر بیٹھے ہر ماہ ماہنامہ ''التبلیغ'' حاصل کیجئے

ڈاک کا پتہ تبدیل ہوجانے یا ماہنامہ موصول نہ ہونے کی صورت میں رکنیت نمبر کا حوالہ دے کر فوری اطلاع کریں

اس دائرہ میں سرخ نشان آپ کی رکنیت ختم ہونے کی علامت ہے، آئندہ شمارہ رکنیت فیس موصول ہونے پر ارسال کیا جاسکے گا

برائے رابطہ ...... ادارہ غفران ٹرسٹ چاہ سلطان گلی نمبر 17
عقب پٹرول پمپ وچھرا گودام راولپنڈی صوبہ پنجاب پاکستان
فون: 051-5507530-5507270　فیکس: 051-5702840
www.idaraghufran.org
Email: idaraghufran@yahoo.com
www.facebook.com/Idara Ghufran

www.idaraghufran.org

ترتیب وتحریر

صفحہ

آئینۂ احوال............وطنِ عزیز کو امانت دار سپوتوں کی ضرورت......مفتی محمد رضوان 3

درسِ قرآن (سورہ بقرہ: قسط 176)..صدقات کا مصرف "سوال نہ کرنے والے" فقراء ہیں..// // 6

درسِ حدیث ....نیکی پر خاتمہ، اللہ کی طرف سے خیر کی دلیل ہے....// // 15

مقالات ومضامین: تزکیۂ نفس، اصلاحِ معاشرہ واصلاحِ معاملہ

نماز میں "قنوت" پڑھنے کے متعلق شاہ ولی اللہ کا موقف..................مفتی محمد رضوان 19

افادات وملفوظات..// // 24

کوئی نیکی حقیر نہیں ہوتی..مولانا شعیب احمد 28

ماہِ جمادی الاولیٰ: نویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات.......مولانا طارق محمود 30

علم کے مینار:.......................فقہ اسلامی کی تدوین وترویج میں

خواتین کا حصہ (حصہ سوم)...مفتی غلام بلال 32

تذکرۂ اولیاء: ....عمر رضی اللہ عنہ کا شہادت

اور مدینہ میں وفات کی دعا کرنا...مفتی محمد ناصر 37

پیارے بچو!..........................نیا خرگوش!.......................مولانا محمد ریحان 40

بزمِ خواتین ....نفقہ میں خواتین کے اختیارات..................مفتی طلحہ مدثر 42

آپ کے دینی مسائل کا حل ....کعبہ کو دیکھنے کے

وقت دعاء کا حکم (آٹھویں وآخری قسط)..ادارہ 48

کیا آپ جانتے ہیں؟.....منافقِ اعتقادی وعملی کا حکم (قسط 1)....مفتی محمد رضوان 69

عبرت کدہ ....جادوگروں کا ایمان قبول کرنا.......مولانا طارق محمود 76

طب وصحت..........."سنوت" میں ہر مرض کی شفاء ہے.......حکیم مفتی محمد ناصر 80

اخبارِ ادارہ ....ادارہ کے شب وروز..............................// // 87

اخبارِ عالم ......قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں..........مولانا غلام بلال 89

www.idaraghufran.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آئینۂ احوال

مفتی محمد رضوان

وطنِ عزیز کو امانت دار سپوتوں کی ضرورت

وطنِ عزیز کو قائم ہوئے نصف صدی سے زیادہ عرصہ بیت چکا ہے، اور وطنِ عزیز، اسلام کے نام پر بنا تھا، جس میں اسلامی اصول وقواعد کے مطابق قوانین کے عملی نفاذ کی ضرورت تھی، لیکن ہمارے ناخلف وناقدر لوگوں نے نہ تو وطنِ عزیز کی قدر کی، اور نہ وہی وطنِ عزیز کے مقصدِ قیام کی پاسداری کی، جس کے نتیجہ میں وطنِ عزیز اسلامی خدوخال کے مطابق پھلنے پھولنے میں وہ کامیابی حاصل نہ کرسکا، جس کی توقع اور ضرورت تھی۔

وطنِ عزیز میں جو بڑا مسئلہ مختلف خرابیوں اور فسادات کی جڑ ہے، وہ رشوت ستانی کا ناسور ہے، جو تقریباً ہر شعبہ میں اندر ہی اندر دیمک کی طرح پھیل گیا ہے، اور گھن کی طرح ملک کر چاٹ کر کھوکھلا کررہا ہے۔

رشوت، اسلام کی رُو سے سخت اور کبیرہ گناہ ہے، اور رشوت لینے اور دینے والے کے بارے میں حدیث شریف میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ عذاب بیان فرمایا ہے کہ ''رشوت لینے اور دینے والے دونوں جہنم میں ہیں''۔

مگر اس سنگین اور خطرناک وبال کے باعث، گناہ نے ہمارے معاشرے کے بہت بڑے طبقہ کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے، اور نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ اس سنگین گناہ کو گناہ سمجھنے والے بھی ڈھونڈنے سے ملتے ہیں۔

رشوت لینے اور دینے والے کے لیے جو آخرت میں جہنم کا عذاب ہے، وہ تو اپنی جگہ ہے، اس گناہ کا دنیاوی عظیم نقصان یہ ہے کہ لوگوں کو جرائم کے ارتکاب کا ڈر اور خوف نہیں رہتا، اور ملک میں قانون نام کی کوئی چیز باقی نہیں رہ جاتی، مجرم طرح طرح کے جرائم کا ارتکاب کرکے رشوت کا سہارا پکڑ کر نجات پاجاتے ہیں، رشوت کے بل بوتے پر ہر طرح کی قانون شکنی کو روا کرلیا جاتا ہے۔

www.idaraghufran.org

کافی سالوں پہلے ایک مرتبہ مجھے اپنے قریبی عزیز کے ساتھ کسی سرکاری ادارہ میں جانا پڑ گیا، کام تو ان ہی صاحب کا تھا، جو ایک طرح سے میرے بزرگ تھے، اور میں اس وقت عمر میں کم تھا، میں ویسے ہی ان کے ساتھ تھا، اس لیے میں بھی ان صاحب کے ساتھ دفتر میں چلا گیا، میرے وہ عزیز کسی افسر سے ملے، اور ان سے اپنے کسی کام کے کرنے کی درخواست کی، افسر صاحب نے صاف عذر کر دیا کہ تمہارا یہ کام ہرگز نہیں ہوسکتا، اور اس طرح کے کام میں ملکی وقومی قانون کی خلاف ورزی ہے، اور قانونی سزا بڑی سخت ہے، لہٰذا یہ کام کسی طرح ممکن نہیں، وغیرہ وغیرہ۔

یہ سن کر میرے عزیز نے کہا کہ میں فاطمہ جناح کے بھائی کو ساتھ لایا ہوں۔

ان صاحب کی یہ بات سن کر میں کچھ پریشان ہوا کہ ان کے ساتھ تو میں ہی ہوں، لیکن ساتھ ہی خیال ہوا کہ میری فلاں قریبی عزیزہ کا نام بھی فاطمہ ہے، شاید افسر صاحب کی ان عزیزہ کے ساتھ کوئی رشتہ داری ہوگی، اس لیے میرے عزیز نے مجھے ان کا بھائی قرار دے دیا، لیکن اس کے باوجود مجھے دو باتوں کی وجہ سے پھر بھی تشویش تھی، ایک تو یہ کہ ان عزیزہ کے نام کے ساتھ ''جناح'' نہیں لگتا، جبکہ میرے عزیز نے ''فاطمہ جناح'' نام بتلایا تھا، دوسری اس بات کی وجہ سے تشویش تھی کہ میرے اندر کون سا کمال ہے، جو انہوں نے مجھے فاطمہ کا بھائی کہہ کر واسطہ دیا، اور اثر ڈالا۔

اس کے بعد ان دونوں صاحبان کے کچھ اشارات اور کاغذ پر خاموش مذاکرات ہوئے، اور تھوڑی ہی دیر میں مسئلہ طے پا گیا، اور وہ افسر جو تھوڑی دیر پہلے نہایت غضبناک اور خطرناک بلکہ خونخوار محسوس ہو رہا تھا، میرے عزیز کی اور میری مختلف طرح سے خوشامد کرنے لگا، ہمارے لیے چائے پانی اور ضیافت کا تکلف کیا، اور ہمارے ساتھ نہایت خوش اخلاقی سے پیش آنے لگا، اور کہنے لگا کہ آپ بالکل بے فکر ہو جائیں، آپ کے تمام کام فلاں وقت تک بآسانی مکمل ہو جائیں گے، اور آپ کا یہ کام ہونے کے بعد آپ کو کسی قسم کی پریشانی کے بغیر گھر میں کاغذات پہنچ جائیں گے۔

تھوڑی دیر میں خاطر مدارات کے بعد ہمیں اس افسر نے اعزاز واکرام کے ساتھ رخصت کیا۔

یہاں سے باہر نکلنے کے بعد میں نے اپنے ساتھ موجود، ان عزیز سے تعجب کے ساتھ اس ماجرے اور قصہ کی حقیقت معلوم کی، اور اس سلسلے میں اپنے تاثرات کا اظہار کیا، تو انہوں نے زوردار قہقہہ لگا

کر کہا کہ ارے صاحب! تم کہاں پہنچ گئے، میری مراد تو ''فاطمہ جناح کے بھائی'' سے ''قائدِ اعظم محمد علی جناح'' تھے، جن کی پاکستان کی کرنسی پر تصویر ہوتی ہے، ہمارے مخصوص کوڈ ورڈ (Codeword) میں ''فاطمہ جناح کے بھائی'' سے یہ کرنسی مراد ہوتی ہے، جو کہ رشوت کے طور پر پیش کی جاتی ہے۔

اس تمام صورتِ حال کے معلوم ہونے پر میرے تعجب وتحیر کی تو انتہا نہ رہی۔

اور نہایت دکھ ہوا کہ ہمارے اس طرح کے افسران، رشوت اور حرام خوری کے کتنے دلدادہ، بھوکے اور شیدائی ہیں کہ اس کی خاطر گدھے کو باپ بنانے کے لیے آمادہ ہو جاتے ہیں، اور ہر قسم کے قوانین وآئین کی دھجیاں اڑانے کے لیے شترِ بے مہار نظر آتے ہیں۔

اس طرح کے اور بھی کئی واقعات کا زندگی میں مشاہدہ ہوا، اور اس قسم کے مناظر کئی مرتبہ دیکھنے کی نوبت آئی کہ رشوت کے ہاتھ میں جاتے ہی یا اس کی امید قائم ہوتے ہی بڑے بڑے افسران کے منہ میں پانی آجاتا ہے، اور ان کے رویے تبدیل ہو جاتے ہیں، اور وہ رشوت کی خاطر قانون کی رو سے ناممکن کو بھی ممکن بنانے پر کمر بستہ نظر آتے ہیں۔

یہ ہے رشوت اور حرام خوری کا نشہ اور بھوت، جو آج ہمارے ملک کے بہت سے افسرانِ بالا سے لے کر چھوٹے سے چھوٹے کلرک اور چپڑاسی کے دل ودماغ پر سوار ہے، اور رشوت کی اس وبا نے جہاں رشوت خوری کی وجہ سے مسلمانوں کے بڑے طبقے کو جہنم کی وعید کا مستحق بنانے میں مؤثر کردار ادا کیا ہے، اسی کے ساتھ ملک کے قوانین اور ضوابط کی دھجیاں اڑانے اور ملک میں مختلف قسم کے فتنے وفسادات پیدا کرنے اور ملک کو دیمک اور گھن کی طرح کھانے میں بھی کسر نہیں چھوڑی۔

ان نازک حالات میں وطنِ عزیز کو رشوت خوری سے بچنے اور قوانین کی پاسداری کرنے والے سپوتوں اور افسران کی ضرورت ہے، تاکہ ملک کو اس رشوت ستانی کی دیمک اور گھن سے بچا کر دنیا وآخرت کی ترقی کا سامان کیا جا سکے۔

اللہ کرے کہ ایسا ہو، اور وطنِ عزیز، اسلامی قوانین وضوابط کے مطابق رشوت وغیرہ سے محفوظ رہ کر ترقی کرے اور پروان چڑھے۔ آمین۔

درسِ قرآن (سورہ بقرہ: قسط نمبر176، آیت نمبر273، 274) مفتی محمد رضوان

صدقات کا مصرف "سوال نہ کرنے والے" فقراء ہیں

لِلۡفُقَرَاءِ الَّذِيۡنَ اُحۡصِرُوۡا فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ لَا يَسۡتَطِيۡعُوۡنَ ضَرۡبًا فِى الۡاَرۡضِ يَحۡسَبُهُمُ الۡجَاهِلُ اَغۡنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعۡرِفُهُمۡ بِسِيۡمٰهُمۡ لَا يَسۡـَٔلُوۡنَ النَّاسَ اِلۡحَافًا وَمَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ خَيۡرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيۡمٌ.

اَلَّذِيۡنَ يُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَهُمۡ بِالَّيۡلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً فَلَهُمۡ اَجۡرُهُمۡ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ وَلَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ (سورة البقرة، رقم الآيات ٢٧٣، ٢٧٤)

ترجمہ: (صدقات) ان فقراء کے لیے ہیں، جو محصور ہیں، اللہ کے راستے میں، نہیں استطاعت رکھتے وہ چلنے کی زمین میں، گمان کرتا ہے ان کو جاہل، مالدار، تعفف (یعنی سوال نہ کرنے) کی وجہ سے، پہچان لے گا تو ان کو، ان کی پیشانیوں کے ذریعہ سے، نہیں سوال کرتے وہ لوگوں سے پیچھے پڑ کر، اور جو کچھ خرچ کرتے ہو تم، خیر کی چیز، تو بے شک اللہ اس کو اچھی طرح جانتا ہے۔

وہ لوگ جو خرچ کرتے ہیں، اپنے مالوں کو، رات میں اور دن میں، چھپ کر اور علانیہ طور پر، تو ان کے لیے ان کا اجر ہے، ان کے رب کے پاس، اور نہیں خوف ہوگا ان پر، اور نہ وہ غمگین ہوں گے (سورہ بقرہ)

تفسیر وتشریح

مذکورہ آیات سے پہلے اللہ تعالیٰ نے صدقات کو ظاہر کرنے اور مخفی رغیرہ رکھنے اور صدقات کی وجہ سے گناہوں کے معاف کرنے کا حکم بیان فرمایا تھا۔

اب اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیات میں سے پہلی آیت میں صدقہ کے مصرف کو بیان فرمایا ہے، اور اس

www.idaraghufran.org

بات سے آگاہ فرمایا ہے کہ تم جو کچھ بھی خیر کی چیز خرچ کروگے، اللہ کو اس کا اچھی طرح علم ہے، اس لیے تم کو اس سے غافل نہ ہونا چاہیے، اور اس کے مطابق جزا حاصل ہونے سے بے خبر نہ رہنا چاہیے۔

اور دوسری آیت میں اللہ کے لیے رات دن، چھپ کر اور علانیہ طور پر اپنے مالوں کو خرچ کرنے والوں کی فضیلت اور ان کے اجر وانعام کو بیان فرمایا ہے کہ ان کے رب کے پاس ان کا عظیم اجر وثواب محفوظ ہے، جو اِن کو حاصل ہوگا، مزید فائدہ یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ان کو خوف اور غم سے محفوظ فرمائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت میں صدقہ کا مصرف جن فقیروں اور ضرورت مندوں کو قرار دیا ہے، ان کی صفات مندرجہ ذیل ہیں:

(1)......جو اللہ کے راستے میں محصور ہیں۔

(2)......وہ زمین میں چلنے کی استطاعت نہیں رکھتے۔

(3)...... وہ حیاء، خودداری اور استغناء کی وجہ سے اپنے آپ کو دوسروں کی نظروں میں سوال نہ کرکے پاکدامن رکھتے ہیں، جس کی وجہ سے ناواقف لوگ، ان کو مالدار سمجھتے ہیں۔

(4)......وہ لوگوں سے پیچھے پڑ کر سوال نہیں کرتے۔

(5)......ان کی پیشانیوں کے ذریعہ سے ان کو پہچانا جاسکتا ہے۔

مذکورہ آیت سے معلوم ہوا کہ صدقات کا اصل اور کامل مصرف، اللہ کے ایسے نیک بندے ہیں، جو اللہ کے راستے میں دین کی خاطر محصور ہیں، جس کی وجہ سے وہ مال کمانے سے قاصر ہیں، یعنی اگرچہ وہ مال کمانے کی قدرت رکھتے ہیں، لیکن وہ دین میں مصروفیت کی وجہ سے مال کمانے اور حاصل کرنے کے لیے چلنے پر قادر نہیں، مفسرین نے فرمایا کہ اللہ کے راستے میں محصور ہونے سے مراد جہاد میں مشغول رہنے والے ہیں، اور جہاد سے عام مفہوم مراد ہے، جو نفس کے خلاف جہاد کرنے کو بھی شامل ہے، اسی وجہ سے دین اور علمِ عین میں مصروف رہنے والے مخلص علماء وطلبا بھی اس میں داخل ہیں، جن کے سوال نہ کرنے کی وجہ سے ناواقف لوگ، ان کو غنی اور مالدار سمجھتے ہیں، لیکن ان کی حالت میں غور کرنے سے ان کو پہچانا جاسکتا ہے، یہ لوگوں سے پیچھے پڑ کر سوال نہیں کرتے، بلکہ وہ بالکل سوال

نہیں کرتے، البتہ دنیا کے طالب اور مال کے حریص اس سے خارج ہیں، خواہ وہ بظاہر نام کے علماء وطلبا کیوں نہ ہوں، اور پیشہ وَر سائلین اور بھکاری بھی، اس سے خارج ہیں۔

مجاہد بالنفس کی فضیلت واہمیت

جو مومن بندے اپنے نفس کے خلاف جہاد کرتے ہیں، وہ بھی مجاہد شمار ہوتے ہیں، اور وہ بھی مذکورہ آیت کے مفہوم میں داخل ہیں۔

کئی احادیث وروایات میں نفس کے خلاف جہاد کرنے والے کو مجاہد قرار دیا گیا ہے، بلکہ نفس کے خلاف جہاد کرنے کو افضل جہاد اور ایسے مجاہد کو افضل مجاہد بتلایا گیا ہے۔

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَـمِـعْـتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : اَلْـمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهٗ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (مسند احمد، رقم الحديث ٢٣٩٦٥)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ مجاہد وہ ہے، جس نے اللہ کے راستہ (یعنی اللہ کے احکام کو پورا کرنے) میں اپنے نفس سے جہاد کیا (مسند احمد)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَـأَلْـتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّ الْـجِهَادِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: أَنْ تُـجَاهِدَ نَفْسَكَ وَهَوَاكَ فِيْ ذَاتِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ (حلية الاولياء لابی نعيم، ج٢ ص ٢٤٩، تحت ترجمة "العلاء بن زياد")

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال کیا کہ کون سا جہاد افضل ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا یہ کہ آپ، اللہ عزوجل کی ذات (یعنی خاص، اللہ کی رضا) کے لیے اپنے نفس اور اپنی خواہش کے خلاف جہاد کرو (حلیۃ الاولیاء)

سوال نہ کرنے والا ہی اصل مسکین ہے

اس کے علاوہ احادیث وروایات میں لوگوں سے ذرا ذرا سی چیز مانگنے، بلکہ سوال کرنے کو ناپسند کیا

www.idaraghufran.org

گیا ہے، اور ایسے شخص کے اصل مسکین ہونے کی نفی کی گئی ہے، اور اس کے مقابلہ میں سوال نہ کرنے اور بالخصوص پیچھے پڑ کر سوال نہ کرنے والوں کو مسکین قرار دیا گیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :لَيْسَ الْمِسْكِينُ الَّذِي تَرُدُّهُ التَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ، وَلاَ اللُّقْمَةُ وَلاَ اللُّقْمَتَانِ، إِنَّمَا الْمِسْكِينُ الَّذِي يَتَعَفَّفُ، وَاقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ يَعْنِي قَوْلَهُ :(لاَ يَسْأَلُونَ النَّاسَ إِلْحَافًا) (صحیح البخاری، رقم الحدیث ۴۵۳۹)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسکین وہ نہیں ہے کہ جو ایک اور دو کھجوروں اور ایک اور دو لقموں (یعنی چند ٹکوں) کے لئے در بدر ٹھوکریں کھاتا پھرے، بلکہ مسکین تو وہ ہے، جو سوال کرنے سے شرمائے، اور اگر تم چاہو، تو اللہ کا یہ قول پڑھو کہ ''لاَ يَسْأَلُونَ النَّاسَ إِلْحَافًا'' یعنی نہیں سوال کرتے، وہ لوگوں سے پیچھے پڑ کر (بخاری)

''الحاف'' کے ساتھ سوال کرنے کی برائی

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :لَا تُلْحِفُوا فِي الْمَسْأَلَةِ، فَوَاللهِ، لَا يَسْأَلُنِي أَحَدٌ مِنْكُمْ شَيْئًا، فَتُخْرِجَ لَهُ مَسْأَلَتُهُ مِنِّي شَيْئًا، وَأَنَا لَهُ كَارِهٌ، فَيُبَارَكَ لَهُ فِيمَا أَعْطَيْتُهُ (مسلم، رقم الحدیث ۱۰۳۸ "۹۹")

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سوال کرنے میں پیچھے نہ پڑو، اللہ کی قسم! تم میں کوئی مجھ سے کوئی چیز مانگتا ہے، تو اس کے مانگنے کی وجہ سے وہ چیز مجھ سے نکل جاتی ہے (یعنی اس کو مل جاتی ہے) اور میں اس کو ناپسند کرتا ہوں، تو جو چیز میں نے اس کو دی، اس میں برکت نہیں ہوتی (مسلم)

ہلال بن حصن سے روایت ہے کہ:

نَزَلْتُ دَارَ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، فَضَمَّنِي وَإِيَّاهُ الْمَجْلِسُ، قَالَ: فَحَدَّثَ أَنَّهُ أَصْبَحَ ذَاتَ يَوْمٍ وَقَدْ عَصَبَ عَلَى بَطْنِهِ حَجَرًا مِنَ الْجُوعِ، فَقَالَتْ لَهُ امْرَأَتُهُ أَوْ أُمُّهُ: إِيتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلْهُ؛ فَقَدْ أَتَاهُ فُلَانٌ فَسَأَلَهُ فَأَعْطَاهُ، وَأَتَاهُ فُلَانٌ فَسَأَلَهُ فَأَعْطَاهُ، قَالَ: قُلْتُ: حَتَّى أَلْتَمِسَ شَيْئًا، قَالَ: فَالْتَمَسْتُ شَيْئًا، فَأَتَيْتُهُ وَهُوَ يَخْطُبُ، قَالَ: فَأَدْرَكْتُ مِنْ قَوْلِهِ وَهُوَ يَقُولُ: مَنْ يَسْتَعِفَّ يُعِفَّهُ اللَّهُ، وَمَنْ يَسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللَّهُ، وَمَنْ سَأَلَنَا إِمَّا أَنْ نَبْذُلَ لَهُ أَوْ نُوَاسِيَهُ – أَبُو جَمْرَةَ الشَّاكُّ – وَمَنْ يَسْتَعِفَّ عَنَّا أَوْ يَسْتَغْنِ أَحَبُّ إِلَيْنَا مِمَّنْ يَسْأَلُنَا ، قَالَ: فَرَجَعْتُ فَمَا سَأَلْتُهُ شَيْئًا، فَمَا زَالَ اللَّهُ يَرْزُقُنَا حَتَّى مَا أَعْلَمُ أَحَدًا فِي الْأَنْصَارِ أَهْلَ بَيْتٍ أَكْثَرَ أَمْوَالًا مِنَّا (تهذيب الآثار للطبرى، رقم الحديث ٩ ، مسند عمر ، مسند احمد، رقم الحديث ١١٤٠١)

ترجمہ: میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے یہاں حاضر ہوا، تو انہوں نے مجھے اپنے قریب بٹھایا، اورانہوں نے یہ حدیث بیان کی کہ انہوں نے ایک دن صبح کے وقت بھوک کی وجہ سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھ رکھا تھا، ان کی بیوی یا والدہ نے ان سے کہا کہ تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوکران سے سوال کرو، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس فلاں آدمی نے آکرسوال کیا تھا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیا تھا، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس فلاں آدمی نے بھی آکرسوال کیا تھا، اس کو بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا تھا (لہٰذا تم بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرلو) میں نے کہا کہ پہلے میں تلاش کرلوں کہ میرے پاس کچھ ہے تو نہیں، میں نے تلاش کیا (جب مجھے کچھ نہ ملا) تو میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، اس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے (اس موقع پر) میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص سوال سے بچتا ہے، اللہ اس کو سوال سے بچالیتا ہے، اور جو شخص دوسروں سے استغنا اختیار کرتا ہے، تو

www.idaraghufran.org

اس کو اللہ غنی فرما دیتا ہے، اور جو شخص ہم سے کوئی چیز مانگتا ہے، یا تو ہم اسے دے دیتے ہیں، یا اس کی غم خواری کرتے ہیں (ابو حمزہ راوی کو ان الفاظ میں شک ہوا) اور جو شخص ہم سے سوال نہیں کرتا، یا استغنا اختیار کرتا ہے، وہ ہمیں اس شخص سے زیادہ پسند ہے، جو ہم سے سوال کرتا ہے۔

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اسی حال میں واپس لوٹ آیا، اور میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی چیز کا سوال نہیں کیا، پھر (اس کی برکت سے) اللہ، ہم کو برابر رزق عطا فرماتا رہا، یہاں تک کہ میرے علم میں انصار میں کوئی گھر ہمارے مقابلے میں زیادہ مالدار نہیں تھا (طبری، مسند احمد)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص دوسروں سے سوال نہیں کرتا، اللہ، اس کو غنی فرما دیتا ہے۔

سوال کرنے کی مذمت اور سوال نہ کرنے کی فضیلت

حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :مَنْ أَصَابَتْهُ فَاقَةٌ فَأَنْزَلَهَا بِالنَّاسِ لَمْ تُسَدَّ فَاقَتُهُ وَمَنْ أَنْزَلَهَا بِاللّٰهِ أَوْشَكَ اللّٰهُ لَهُ بِالْغِنٰى إِمَّا بِمَوْتٍ عَاجِلٍ أَوْ غِنًى عَاجِلٍ (ابوداؤد، رقم الحدیث ۱۶۴۵، کتاب الزکاۃ، باب فی الاستعفاف)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کو فاقہ پہنچا اور اس نے اس کو لوگوں کے سامنے رکھا (یعنی سوال کیا اور بھیک مانگی) تو اس کا فاقہ بند نہیں کیا جائے گا، اور جس نے اس کو اللہ کے سامنے رکھا، تو قریب ہے کہ اللہ اسے غنی بنا دے گا، یا تو جلدی موت دے کر یا جلدی مالدار بنا کر (ابوداؤد، ترمذی، مسند احمد، حاکم)

اس سے معلوم ہوا کہ معمولی ضرورت کے وقت صبر نہ کرنے اور لوگوں سے سوال کرنے سے فقر وفاقہ میں مزید اضافہ ہوتا ہے، اور صبر کرنے اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے سے اس سے نجات حاصل ہوتی ہے۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:مَنْ فَتَحَ عَلٰی نَفْسِہٖ بَابَ مَسْأَلَۃٍ مِنْ غَیْرِ فَاقَۃٍ نَزَلَتْ بِہٖ، أَوْ عِیَالٍ لَا یُطِیْقُھُمْ فَتَحَ اللّٰہُ عَلَیْہِ بَابَ الفَاقَۃِ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ(شعب الإيمان للبيهقي،رقم الحديث ٣٢٥٠،كتاب الزكاة،فصل في الاستعفاف عن المسألة)

ترجمہ:رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اپنے آپ پر سوال کرنے کا دروازہ کھولا،جبکہ اس کے یا اس کے اہل وعیال کے ساتھ اس طرح کا فاقہ پیش نہیں آیا تھا،جس کی انہیں طاقت نہیں تھی،تو اللہ اس پر فاقہ کے دروازے کو ایسے طریقہ سے کھول دے گا،جس کا اسے گمان بھی نہیں ہوگا(بیہقی)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

وَلَا یَفْتَحُ عَبْدٌ بَابَ مَسْأَلَۃٍ إِلَّا فَتَحَ اللّٰہُ عَلَیْہِ بَابَ فَقْرٍ(مسند الإمام أحمد بن حنبل، رقم الحديث ١٦٧٤)

ترجمہ:جو بندہ بھی سوال کرنے کے دروازے کو کھولتا ہے،تو اللہ اس پر فقر وفاقہ کے دروازے کو کھول دیتا ہے(مسند احمد)

اس سے معلوم ہوا کہ سوال کرنے اور بھیک مانگنے سے فقر وفاقہ کا دروازہ کھلتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:مَنْ سَأَلَ النَّاسَ أَمْوَالَھُمْ تَکَثُّرًا فَإِنَّمَا یَسْأَلُ جَمْرًا فَلْیَسْتَقِلَّ أَوْ لِیَسْتَکْثِرْ(مسلم،رقم الحديث ١٠٤١"١٠٥"كتاب الزكاة، باب كراهة المسألة للناس)

ترجمہ:رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو لوگوں سے ان کے مال کا سوال کرے،تاکہ اپنے پاس مال بڑھ جائے،تو وہ درحقیقت آگ کے انگارے کا سوال کر

رہا ہے، اب اس کی مرضی ہے، خواہ وہ کم مانگے یا زیادہ (مسلم)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:مَنْ سَأَلَ مَسْأَلَةً وَهُوَ عَنْهَا غَنِيٌّ كَانَتْ شَيْئًا فِيْ وَجْهِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (مسند احمد رقم الحديث ٢٢٤٢٠) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے کسی چیز کا سوال کیا، اور اس کو (اس کی حقیقت اور واقعہ میں) ضرورت نہیں تھی، تو قیامت کے دن اس کے چہرے میں (رسوائی کا) نشان ہوگا (مسند احمد)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَسْأَلُ النَّاسَ حَتّٰى يَأْتِيَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَيْسَ فِيْ وَجْهِهٖ مُزْعَةُ لَحْمٍ (مسلم،رقم الحديث ١٠٤٠ "١٠٤")

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی لوگوں سے سوال کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا، کہ اس کے چہرے میں گوشت کی کوئی بوٹی نہیں ہوگی (بخاری، مسلم)

یہ وعید اس شخص کے لئے ہے، جو کہ صحیح مستحق نہیں اور کمائی کرنے سے بھی معذور نہیں، اور اس کے باوجود لوگوں سے مانگتا ہے، تو قیامت میں اس کی ذلت و رسوائی اور اس کی اس دھوکہ دہی کو واضح کرنے کے لئے اس کو مذکورہ عذاب میں مبتلا کیا جائے گا۔

واللہ اعلم.

---

[1] قال الهيثمي: رواه احمد والبزار والطبراني في الكبير ورجال أحمد رجال الصحيح(مجمع الزوائد ج٣ص٩٦، تحت رقم الحديث ٤٥٢٢،باب ما جاء في السؤال)

وقال المنذري:رواه أحمد والبزار والطبراني ورواة أحمد محتج بهم في الصحيح (الترغيب والترهيب، تحت رقم الحديث ١١٩٣،كتاب الزكاة،الترهيب من أخذ ما دفع من غير طيب نفس المعطى)

وقال شعيب الارنؤوط:حديث صحيح(حاشية مسند احمد)

جلد 1

علمی و تحقیقی رسائل

(1)...معینُ المفتی
(2)...رَفْعُ التَّشْکِیْک عَنْ حِیْلَۃِ التَّمْلِیْک
(3)...غیر حنفی کی اقتداء میں نماز پڑھنے کا حکم
(4)...اَلْمَشَاکِلُ الْحَاضِرَۃُ فِیْ حُرْمَۃِ الْمُصَاھَرَۃِ
(5)...تحقیق طلاق بالکتابۃ والاکراہ
(6)...مجنون، غضبان اور سکران کی طلاق

مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد 2

علمی و تحقیقی رسائل

(1)...صبح صادق وکاذب اور وقتِ عشاء کی تحقیق
(2)...کشفُ الغطاء عن وقتِ الفجر والعشاء
(3)...اشکالیات فلکیۃ وفقھیۃ حول تحدید مواقیت الصلاۃ.
(4)...کیفیۃُ التحقق من صحۃ مواقیت الصلاۃ فی التقاویم.

مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد 3

علمی و تحقیقی رسائل

(1)...النظر والفکر فی مبدء السفر والقصر
(2)...بِدَایَۃُ السَّفَرِ وَالْقَصْرِ فِیْ حَالَۃِ الْحَضَرِ وَالْمِصْرِ
(3)...منعُ مبدءِ السفر قبل مبدءِ القصر
(4)...جڑواں شہروں (Twin cities) میں سفر وقصر کا حکم
(5)...محرَم کے بغیر سفر کا حکم

مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد 4

علمی و تحقیقی رسائل

(1)...خوارج سے متعلق احادیث کی تحقیق
(2)...کفار کے مخاطب بالفروع ہونے کا حکم
(3)...غیرُ اللہ کی نذرونیاز وذبح کا حکم
(4)...رؤیتِ باری تعالیٰ
(5)...قبر پر ہاتھ اٹھا کر دعاء کرنے کا حکم
(6)...خواب میں زیارتِ نبوی ﷺ کا حکم
(7)...محفلِ حُسنِ قرائت کا حکم

مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد 5

علمی و تحقیقی رسائل

(1)...پاکستان کی موجودہ رؤیتِ ہلال کمیٹی کی شرعی حیثیت
(2)...مقدس اوراق کا حکم
(3)...قرآن مجید کو بغیر وضو چھونے کا حکم
(4)...خیرُ بقاعِ الارض کی تحقیق (یعنی شرعاً افضل ترین قطعۂ زمین کون سا ہے؟)

مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد 6

علمی و تحقیقی رسائل

(1)...مجالسِ ذکر اور اجتماعی ذکر
(2)...جمعہ کے دن دُرود پڑھنے کی تحقیق

مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد 7

علمی و تحقیقی رسائل

متبرک مقامات وآثار کے فضائل واحکام سے متعلق
13 علمی، فقہی وتحقیقی رسائل کا مجموعہ

مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد 8

علمی و تحقیقی رسائل

(1)...اجتہادی اختلاف اور باہمی تعصب
(2)...تفرّد کی حقیقت

مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد 9

علمی و تحقیقی رسائل

(1)...تمباکو نوشی کے احکام
(2)...ضرورت وحاجت اور استقراض بالربح کی تحقیق
(3)...حمد ونعت اور اس کی شرائط
(4)...نام رکھنے کے عربی قواعد
(5)...انگور، کھجور ودیگر اشیاء کے نبیذ اور جوس وغیرہ کی تحقیق
(6)...بالوں میں وصل کی تحقیق
(7)...دَف کی تحقیق

مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد 10

علمی و تحقیقی رسائل

(1)...پانی وڈھیلے سے استنجاء کی تحقیق
(2)...نیند سے وضوٹوٹنے کی تحقیق
(3)...حرمت ونجاست سے متعلق اصول
(4)...تحقیق مسحِ رقبۃ
(5)...نماز کے وقت سوتے رہ جانا اور طلوع وغروب کے وقت نماز پڑھنا
(6)...نماز میں ہاتھ باندھنے کا طریقہ
(7)...خواتین کی امامت وجماعت کا شرعی حکم
(8)...بوقتِ خطبہ آنے والے کو تحیۃ المسجد کا شرعی حکم
(9)...صلاۃُ التسبیح سے متعلق احادیث وروایات کی تحقیق

مصنف
مفتی محمد رضوان

صدقہ کے فضائل
اور
بکرے کا صدقہ

شرعی صدقہ پر مُرتّب ہونے والے عظیم فضائل وفوائد
صدقہ کی حقیقت ومفہوم اور اس کی مختلف صورتیں
شرعی صدقہ کے مقاصد اور مقبول صدقہ کی شرائط
صدقہ میں بے جا قیود اور فضول پابندیوں کے نقصانات
بکرے کے مروّجہ صدقہ کا شرعی حکم اور بکرے کے صدقہ
کرنے کی نیت کرلینے اور منت مان لینے کے بعد شرعی حکم
عباداتِ مالیہ سے متعلق شرعی وفقہی قواعد وضوابط

مصنف
مفتی محمد رضوان

بسلسلہ: ارکانِ اسلام
اضافہ وتحقیق شدہ دوسرا ایڈیشن

زکاۃ
کے
فضائل واحکام

قرآن وسنت اور اسلامی فقہ کی روشنی میں زکاۃ کی فرضیت واہمیت
زکاۃ کے فضائل وفوائد، ترکِ زکاۃ کے نقصانات اور وعیدیں
زکاۃ کی اقسام، سونے چاندی، مالِ تجارت اور کرنسی کی زکاۃ
سائمہ جانوروں کی زکاۃ کے قدیم وجدید مفصل ومدلل باحوالہ احکام
زکاۃ کے متعلق اہم امور ومسائل پر علمی وتحقیقی کلام

مصنف
مفتی محمد رضوان

ملنے کا پتہ

کتب خانہ: ادارہ غفران، چاہ سلطان، گلی نمبر 17 راولپنڈی
فون: 051-5507270

درسِ حدیث

مفتی محمد رضوان

احادیثِ مبارکہ کی تفصیل وتشریح کا سلسلہ

نیکی پر خاتمہ، اللہ کی طرف سے خیر کی دلیل ہے

پہلے گزر چکا ہے کہ جس حالت پر انسان کا خاتمہ ہوتا ہے، اللہ کے نزدیک اسی کا اعتبار ہوتا ہے۔
اور کئی مبارک احادیث وروایات سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی بندہ کا ایمان اور بالخصوص نیک عمل پر خاتمہ ہوجانا، اللہ کی طرف سے اس بندہ کو خیر حاصل ہونے کی دلیل ہے۔
اس طرح کی چند احادیث وروایات مختصر ومفید تشریح وتوضیح کے ساتھ ذکر کی جاتی ہیں۔

انس رضی اللہ عنہ کی حدیث

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " إِذَا أَرَادَ اللهُ بِعَبْدٍ خَيْرًا اسْتَعْمَلَهُ "قَالُوا: وَكَيْفَ يَسْتَعْمِلُهُ؟ قَالَ: " يُوَفِّقُهُ لِعَمَلٍ صَالِحٍ قَبْلَ مَوْتِهِ (مسند احمد، رقم الحديث ١٢٠٣٦)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ، کسی بندے کے ساتھ خیر کا ارادہ فرماتا ہے، تو اس کو استعمال فرمالیتا ہے، صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ (اللہ) اس کو کس طرح استعمال فرمالیتا ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی موت سے پہلے اس کو نیک عمل کی توفیق عطا فرمادیتا ہے (مسند احمد)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جس بندے کے ساتھ اس کی کسی نیکی وغیرہ کی وجہ سے خیر کا ارادہ ہوتا ہے، اس کو موت سے پہلے نیک عمل کی توفیق عطا فرمادیتا ہے، اور اس نیکی پر ہی اس کا خاتمہ ہوجاتا ہے، جو اس بندے کے لیے سعادت کی بات ہوتی ہے۔

ابوعنبہ خولانی رضی اللہ عنہ کی حدیث

حضرت ابوعنبہ خولانی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :إِذَا أَرَادَ اللهُ بِعَبْدٍ خَيْرًا، عَسَلَهُ "، قِيلَ :وَمَا عَسَلُهُ؟ قَالَ " :يَفْتَحُ اللهُ لَهُ عَمَلًا صَالِحًا قَبْلَ مَوْتِهِ، ثُمَّ يَقْبِضُهُ عَلَيْهِ (مسند الإمام أحمد، رقم الحديث ١٧٧٨٤)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ، کسی بندے کے ساتھ خیر کا ارادہ فرماتا ہے، تو اسے "عسل" کر دیتا ہے، ابوعنبہ خولانی نے معلوم کیا کہ "عسل" سے کیا مراد ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ اس کے لیے اس کی موت سے پہلے نیک عمل کا راستہ کھول دیتا ہے، پھر اس (نیک عمل ہی) پر اس کی روح قبض فرما لیتا ہے (مسند احمد)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ کی طرف سے موت سے پہلے نیک عمل کا راستہ کھول دینا اور اسی حالت پر روح قبض فرما لینا، بندے کے لیے اللہ کی طرف سے خیر کا ارادہ ہونے کی علامت ہے، اور یہ اللہ کی طرف سے بندہ کے لیے "عسل" کی حیثیت رکھتا ہے، اور "عسل" شہد کو کہا جاتا ہے، نیک عمل کو شہد سے تشبیہ دی گئی۔

حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث

حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَسْنَدْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى صَدْرِي فَقَالَ " :مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ - قَالَ حَسَنٌ :ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللهِ - خُتِمَ لَهُ بِهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَمَنْ صَامَ يَوْمًا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللهِ خُتِمَ لَهُ بِهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَمَنْ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللهِ خُتِمَ لَهُ بِهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ (مسند أحمد، رقم الحديث ٢٣٣٢٤)

ترجمہ: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے سینے کی طرف سہارا دیا، تو آپ نے فرمایا

کہ جس نے ''لا الٰہ الا اللہ'' کہا، اللہ کی رضا کو حاصل کرنے کے لیے، اور اس کی وفات ہوگئی، تو وہ جنت میں داخل ہوگیا، اور جس نے ایک دن کا روزہ رکھا، اللہ کی رضا کو حاصل کرنے کے لیے، اور اس کی وفات ہوگئی، تو وہ جنت میں داخل ہوگیا، اور جس نے کوئی صدقہ دیا،، اللہ کی رضا کو حاصل کرنے کے لیے، اور اس کی وفات ہوگئی، تو وہ جنت میں داخل ہوگیا (مسند احمد)

اس حدیث سے بھی گزشتہ حدیث کی تائید ہوتی ہے، کیونکہ اس حدیث میں بھی مختلف نیک اعمال کی مثال دے کر موت آنے پر جنت کی بشارت سنائی گئی ہے، وہ الگ بات ہے کہ اپنے گناہوں کی کچھ سزا پا کر جنت میں داخل ہو، یا شروع میں ہی سزا پائے بغیر جنت میں داخل ہو۔

معاویہ رضی اللہ عنہ کی حدیث

معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِخَوَاتِيمِهَا كَالْوِعَاءِ إِذَا طَابَ أَعْلَاهُ طَابَ أَسْفَلُهُ وَإِذَا خبث أعلاه خبث أسفله" (صحيح ابنِ حبان، رقم الحديث ٣٣٩)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اعمال کا دارومدار خاتمہ پر ہے، جس کی مثال برتن کی سی ہے، جب برتن میں اوپر اچھا ہوگا، تو نیچے بھی اچھا ہوگا، اور جب اوپر خراب ہوگا، تو اس کے نیچے بھی خراب ہوگا (ابنِ حبان)

معاویہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ": إِنَّ مَا بَقِيَ مِنَ الدُّنْيَا بَلَاءٌ وَفِتْنَةٌ، وَإِنَّمَا مَثَلُ عَمَلِ أَحَدِكُمْ كَمَثَلِ الْوِعَاءِ، إِذَا طَابَ أَعْلَاهُ، طَابَ أَسْفَلُهُ، وَإِذَا خَبُثَ أَعْلَاهُ، خَبُثَ أَسْفَلُهُ (مسند الإمام أحمد، رقم الحديث ١٦٨٥٣)

www.idaraghufran.org

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ دنیا کا بلا اور فتنے والا حصہ باقی رہ گیا ہے، اور بس تم میں سے کسی کے عمل کی مثال برتن کی طرح ہے، جب برتن میں اوپر اچھا ہوگا، تو نیچے بھی اچھا ہوگا، اور جب اوپر خراب ہوگا، تو اس کے نیچے بھی خراب ہوگا (مسند احمد)

مطلب ان احادیث وروایات کا یہی ہے کہ خاتمہ والا عمل ہی انسان کے لیے بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔

بہرحال کسی بندے کے ساتھ اللہ کی طرف سے خیر کا ارادہ ہونے کے نتیجے میں اللہ کی طرف سے اس بندہ کو موت سے پہلے توبہ واستغفار اور نیکی کی ہدایت عطا کی جاتی ہے، اور اس حالت پر ہی اس کی موت واقع ہوجاتی ہے، جس کے نتیجے میں بندہ، کامیاب وبامراد ہوجاتا ہے۔

مقالات ومضامین مفتی محمد رضوان

نماز میں ''قنوت'' پڑھنے کے متعلق شاہ ولی اللہ کا موقف

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ ''حجۃ اللہ البالغۃ'' میں ''قنوتِ فجر'' کے بارے میں فرماتے ہیں:

واختلفت الأحاديث .ومذاهب الصحابة .والتابعين في قنوت الصبح، وعندى أن القنوت وتركه سيان، ومن لم يقنت إلا عند حادثة عظيمة، أو كلمات يسيرة إخفائة قبل الركوع أحب إلي، لأن الأحاديث شاهدة على أن الدعاء على رعل وذكوان كان أولا ثم ترك، وهذا وإن لم يدل على نسخ مطلق القنوت، لكنها تؤمى إلى أن القنوت ليس سنة مستقرة، أو نقول: ليس وظيفة راتبة(حجة الله البالغة، ج٢ص١٧، باب حكاية حال الناس قبل المائة الرابعة وبعدها، أذكار الصلاة وهيأتها المندوب إليها)

ترجمہ: اور احادیث اور صحابہ وتابعین کے مذاہب، فجر کی نماز میں قنوت کے بارے میں مختلف ہیں، اور میرے نزدیک (نمازِ فجر میں) قنوت اور اس کا ترک برابر ہے (یعنی دونوں کی گنجائش ہے) اور جو کوئی صرف بڑے حادثہ کے وقت ہی (فجر کی نماز میں) قنوت پڑھے، یا قنوت کے چند کلمات خاموشی سے رکوع سے قبل پڑھ لیا کرے، تو یہ میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے، کیونکہ احادیث اس بات پر شاہد ہیں کہ شروع میں ''رِعل'' اور ''ذکوان'' پر بددعاء کی گئی، پھر ترک کردی گئی، اوراس سے اگرچہ مطلقاً قنوت کا نسخ معلوم نہیں ہوتا، مگر اس بات کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ (فجر کی نماز میں) قنوت، سنتِ مستقرہ نہیں ہے، یا ہم کہتے ہیں کہ ایسی چیز نہیں ہے جو ہمیشہ کرنی پڑے (حجۃ اللہ البالغۃ)

اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ مؤطا امام مالک کی فارسی شرح ''مصفّٰی'' میں فرماتے ہیں:

واقویٰ دریں باب مذہبِ احمد واسحاق است کہ اگر نازلہ از نوازل بر مسلمین برسد قنوت در صبح خاصہ ودر سائر صلاۃِ عامہ مستحب است، وقنوتِ وتر در آخر نصف رمضان متاکد است، ودر تمام سال مستحب (المصفّٰی، ج۱ص۱۱۳، باب ترک القنوت فی صلاۃ الفجر وغیرہا، مطبوعہ: مطبع فاروقی، دہلی)

ترجمہ: اس باب میں زیادہ قوی امام احمد اور اسحاق بن راہویہ کا مذہب ہے کہ اگر مسلمانوں کو کوئی بلا وآفت پہنچے، تو خصوصیت کے ساتھ فجر کی نماز میں اور تمام نمازوں میں قنوت مستحب ہے، اور قنوتِ وتر، رمضان کے آخری نصف حصہ میں زیادہ مؤکد ہے اور تمام سال (وتر کی نماز میں قنوت پڑھنا) مستحب ہے (مصفّٰی)

فائدہ: وتر میں دعائے قنوت پڑھنے کا حنفیہ کے نزدیک پورے سال حکم ہے، جو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک واجب ہے، اور صاحبین (یعنی امام ابو یوسف اور امام محمد) کے نزدیک سنت ہے، اور حنابلہ کے نزدیک بھی نمازِ وتر کے اندر پورے سال دعائے قنوت پڑھنا سنت ہے۔ [1]

[1] پس نمازِ وتر میں دعائے قنوت کے بھولے سے چھوٹ جانے پر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک تو سجدہ سہو واجب ہے، لیکن صاحبین وغیرہ کے نزدیک سجدہ سہو واجب نہیں۔

یہ بھی ملحوظ رہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک، نمازِ وتر میں جو دعائے قنوت واجب ہے، اس سے عام دعاء مراد ہے، خاص "اللھم انا نستعینک" والی دعاء واجب نہیں، لہٰذا اگر کوئی اور دعاء پڑھ لی جائے، اس سے بھی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک واجب ادا ہو جاتا ہے، جبکہ صاحبین کے نزدیک اگر یہ دعاء بالکل ترک کر دی جائے، تب بھی کسی واجب کی خلاف ورزی لازم نہیں آتی، اور امام ابوحنیفہ وصاحبین وغیرہ کے مابین، نمازِ وتر میں دعائے قنوت سے پہلے کہی جانے والی تکبیر کے واجب ہونے نہ ہونے میں بھی اختلاف ہے، امام ابوحنیفہ کے نزدیک یہ تکبیر واجب ہے، اور بھولے سے چھوٹ جانے پر سجدہ سہو واجب ہے، اور صاحبین وغیرہ کے نزدیک یہ تکبیر واجب نہیں۔ محمد رضوان۔

التاسع قنوت الوتر وقدمنا أنه لا يختص بدعاء وأنه لا يعود إليه لو ركع على الصحيح كما في المجتبى وغيره فحينئذ يتحقق تركه بالركوع وأنه سنة عندهما كالوتر فالوجوب بتركه إنما هو قوله فقط(البحر الرائق، ج٢ ص١٠٣، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ترك قنوت الوتر)

ثم وجوب القنوت مبنى على قول الإمام: وأما عندهما فسنة، فالخلاف فيه كالخلاف في الوتر كما سيأتي في بابه (قوله وهو مطلق الدعاء) أى القنوت الواجب يحصل بأى دعاء كان في النهر، وأما خصوص: اللهم إنا نستعينك فسنة فقط، حتى لو أتى بغيره جاز إجماعا (قوله وكذا تكبير قنوته) أى الوتر(ردالمحتار، ج١ ص٤٦٨، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، واجبات الصلاة)

و "يجب قراءة "قنوت الوتر "عند أبي حنيفة وكذا تكبيرة القنوت كما في الجوهرة وعندهما هو كالوتر سنة(مراقي الفلاح شرح نورالايضاح، ص٩٥، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة واركانها، فصل في واجب الصلاة)

اور مالکیہ کے مشہور قول کے مطابق نمازِ وتر میں پورے سال دعائے قنوت پڑھنا مشروع نہیں، البتہ امام مالک کی ایک روایت کے مطابق رمضان کے آخری نصف حصہ میں نمازِ وتر کے اندر دعائے قنوت پڑھنے کا حکم ہے۔

اور شافعیہ کے نزدیک رمضان کے آخری نصف حصہ میں نمازِ وتر کے اندر دعائے قنوت پڑھنا مستحب ہے، اور ایک روایت کے مطابق پورے رمضان پڑھنا مستحب ہے، اور بعض شافعیہ کے نزدیک پورے سال نمازِ وتر میں دعائے قنوت پڑھنا، بلا کراہت جائز ہے۔ [1]

جہاں تک فجر کی نماز میں دعائے قنوت پڑھنے کا تعلق ہے، تو حنفیہ اور حنابلہ اور امام ثوری کے نزدیک یہ ہمیشہ فجر کی نماز میں مشروع نہیں، اور مالکیہ کے مشہور قول کے مطابق مستحب اور فضیلت کا باعث ہے، اور شافعیہ کے نزدیک فجر کی نماز میں پورے سال دعائے قنوت پڑھنا سنت ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ نے فجر کی نماز میں قنوت پڑھنے اور نہ پڑھنے کو برابر قرار دیا ہے، یعنی ان کے نزدیک جس طرح فجر کی نماز میں کبھی کبھی قنوت پڑھنا جائز ہے، اسی طرح اس کا نہ پڑھنا بھی جائز ہے، لیکن ان کے نزدیک یہ مستقل اور دائمی سنت نہیں۔ [2]

---

[1] القنوت فی الوتر:اختلف الفقهاء فی حکم القنوت فی صلاة الوتر علی أربعة أقوال:
(الأول) لأبی حنیفة :وهو أن القنوت واجب فی الوتر قبل الرکوع فی جمیع السنة، وقال الصاحبان أبو یوسف ومحمد :هو سنة فی کل السنة قبل الرکوع......(والثانی) للمالکیة فی المشهور وطاوس،هو روایة عن ابن عمر رضی الله عنهما :أنه لا یشرع القنوت فی صلاة الوتر من السنة کلها، فعن طاوس أنه قال : القنوت فی الوتر بدعة، وعن ابن عمر :أنه لا یقنت فی صلاة بحال، ومشهور مذهب مالک کراهة القنوت فی الوتر.وفی روایة عن مالک أنه یقنت فی الوتر فی النصف الأخیر من رمضان .
(والثالث) للشافعیة فی الأصح :وهو أنه یستحب القنوت فی الوتر فی النصف الأخیر من شهر رمضان خاصة، فإن أوتر برکعة قنت فیها، وإن أوتر بأکثر قنت فی الأخیرة.
وفی وجه للشافعیة :أنه یقنت فی جمیع رمضان .وحکی الرویانی وجها أنه یجوز القنوت فی جمیع السنة بلا کراهة، ولا یسجد للسهو لترکه فی غیر النصف الأخیر من رمضان، قال :وهذا حسن وهو اختیار مشایخ طبرستان. قال الرافعی :وظاهر کلام الشافعی کراهة القنوت فی غیر النصف الأخیر من رمضان......(والرابع) للحنابلة: وهو أنه یسن القنوت جمیع السنة فی الرکعة الواحدة الأخیرة من الوتر بعد الرکوع(الموسوعة الفقهیة الکویتیة، ج۳۴،ص ۶۱ الی ۶۴ ،مادة"قنوت"ملخصا)

[2] القنوت فی الصبح:اختلف الفقهاء فی حکم القنوت فی صلاة الصبح علی أقوال:
(الأول) : للحنفیة والحنابلة والثوری :وهو أن القنوت فی الصبح غیر مشروع ....(والثانی) للمالکیة علی المشهور :وهو أن القنوت فی الصبح مستحب وفضیلة....(الثالث) للشافعیة :وهو أن القنوت فی صلاة الصبح سنة(الموسوعة الفقهیة الکویتیة، ج۳۴،ص۵۸و ۵۹ ،مادة "قنوت"ملخصا)

www.idaraghufran.org

اور جہاں تک حنفیہ کے نزدیک قنوتِ نازلہ کا تعلق ہے، یعنی جب کوئی عمومی آفت و بلا پیش آئے، تو حنفیہ کے مشہور قول کے مطابق قنوتِ نازلہ صرف مخصوص حالات میں جب کوئی بلا و آفت پیش آئے، فجر کی نماز میں پڑھنا سنت ہے، البتہ حنفیہ کی ایک روایت کے مطابق کسی نازلہ کے وقت فجر کی نماز کے علاوہ، دوسری جہری نمازوں میں بھی پڑھنا جائز ہے۔ [1]

اور مالکیہ کے مشہور قول اور شافعیہ کے غیر اصح قول کے مطابق فجر کی نماز کے علاوہ دوسری نمازوں میں قنوتِ نازلہ سنت نہیں۔

اور شافعیہ کے صحیح اور مشہور مذہب کے مطابق، اور بعض مالکیہ کے نزدیک جب مسلمانوں کو کسی آفت کا سامنا ہو، جیسا کہ وباء، قحط اور بارش کی کثرت یا دشمن کا خوف وغیرہ، تو تمام فرض نمازوں میں قنوتِ نازلہ پڑھنا جائز ہے۔

اور حنابلہ کے راجح قول کے مطابق عام حالات میں نمازِ وتر کے علاوہ قنوت مکروہ ہے، لیکن جب کسی آفت کا سامنا ہو، تو اس وقت تمام فرض نمازوں میں سوائے جمعہ کی نماز کے علاوہ، قنوتِ نازلہ پڑھنا بلا کراہت جائز ہے، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ نے بھی حنابلہ کے اسی قول کو راجح قرار دیا ہے۔ [2]

---

[1] ومقتضى هذا أن القنوت لنازلة خاص بالفجر ويخالفه ما ذكره المؤلف معزيا إلى الغاية من قوله في صلاة الجهر ولعله محرف عن الفجر وقد وجدته بهذا اللفظ في حواشي مسكين وكذا في الأشباه وكذا في شرح الشيخ إسماعيل لكنه عزاه إلى غاية البيان ولم أجد المسألة فيها فلعله اشتبه عليه غاية السروجي بغاية البيان لكن نقل عن البناية ما نصه.إذا وقعت نازلة قنت الإمام في الصلاة الجهرية وقال الطحاوي لا يقنت عندنا في صلاة الفجر في غير بلية أما إذا وقعت فلا بأس به اهـ(منحة الخالق، ج۲،ص۴۷،باب الوتر والنوافل)

[2] اختلف الفقهاء في حكم القنوت عند النوازل على أربعة أقوال:

(الأول) للحنفية :وهو أنه لا يقنت في غير الوتر إلا لنازلة :كفتنة وبلية، فيقنت الإمام في الصلاة الجهرية ، قال الطحاوي :إنما لا يقنت عندنا في صلاة الفجر من دون وقوع بلية، فإن وقعت فتنة أو بلية فلا بأس به، فعله رسول الله صلى الله عليه وسلم .وهل القنوت للنازلة قبل الركوع أو بعده؟ احتمالان، استظهر الحموي في حواشي الأشباه والنظائر كونه قبله، ورجح ابن عابدين ما استظهره الشرنبلالي في مراقي الفلاح أنه بعده.

(والثاني) للمالكية في المشهور والشافعية في غير الأصح :وهو أنه لا يقنت في غير الصبح مطلقا ، قال الزرقاني :لا بوتر ولا في سائر الصلوات عند الضرورة خلافا لزاعميه، لكن لو قنت في غيرها لم تبطل، والظاهر أن حكمه في غير الصبح الكراهة ، ودليلهم على ذلك ما في الصحيحين عن أنس وأبي هريرة

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

واللہ اعلم.

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ رضی اللہ عنهما أنه صلى الله عليه وسلم قنت شهرا ثم تركه .

(والثالث) للشافعية فى الصحيح المشهور وبعض المالكية :وهو أنه إذا نزلت بالمسلمين نازلة، كوباء، وقحط، أو مطر يضر بالعمران أو الزرع، أو خوف عدو، أو أسر عالم قنتوا فى جميع الصلوات المكتوبة، قال النووى :مقتضى كلام الأكثرين أن الكلام والخلاف فى غير الصبح إنما هو فى الجواز، ومنهم من يشعر إيراده بالاستحباب، قلت :الأصح استحبابه، وصرح به صاحب العدة، ونقله عن نص الشافعى فى الإملاء ، فإن لم تكن نازلة فلا قنوت إلا فى صلاة الفجر، قال ابن علان :وإن لم تنزل فلا يقنتوا، أى يكره ذلك لعدم ورود الدليل لغير النازلة، وفارقت الصبح غيرها بشرفها مع اختصاصها....وإذا قنت فى غير الصبح من الفرائض لنازلة، فهل يجهر بالقنوت أم يسر به؟ قال النووى :الراجح أنها كلها كالصبح، سرية كانت أم جهرية، ومقتضى إيراده فى الوسيط أنه يسر فى السرية، وفى الجهرية الخلاف.

(والرابع)للحنابلة على الراجح عندهم :وهو أنه يكره القنوت فى غير وتر إلا أن تنزل بالمسلمين نازلة -غير الطاعون -لأنه لم يثبت القنوت فى طاعون عمواس ولا فى غيره، ولأنه شهادة للأخيار، فلا يسأل رفعه ، فيسن للإمام الأعظم -وهو الصحيح فى المذهب القنوت فيما عدا الجمعة من الصلوات المكتوبات -وهو المعتمد فى المذهب - لرفع تلك النازلة، ذلك لما روى عن النبى صلى الله عليه وسلم أنه قنت شهرا يدعو على حى من أحياء العرب، ثم تركه ، وما روى عن على رضى الله عنه أنه قنت ثم قال :إنما استنصرنا على عدونا هذا......ويجهر بالقنوت للنازلة فى صلاة جهرية، قال ابن مفلح وظاهر كلامهم مطلقا ، ولو قنت فى النازلة كل إمام جماعة أو كل مصل، لم تبطل صلاته .لأن القنوت من جنس الصلاة، كما لو قال: آمين يا رب العالمين(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۳۴،ص۶۷،ماده،قنوت)

TOYOTA
GENUINE PARTS
حافظ احسن: 0322-4410682
HONDA
GENUINE PARTS

اشرف آٹوز

ٹویوٹا اور ہنڈا کے جینین اور رپلیسمنٹ باڈی پارٹس دستیاب ہیں

حافظ الیاس حافظ اسامہ
گلی نمبر 6، ہاری سٹریٹ، منٹگمری پارک، لاہور
0313-4410682
0333-4410682

4318-C
چوک گوالمنڈی، راولپنڈی
Ph: 051- 5530500
5530555

ashrafautos.rawalpindi@gmail.com
Join us f on ashrafautos.rawalpindi

مقالات ومضامین　　　　مفتی محمد رضوان

افادات وملفوظات

حضرت تھانوی کی غیر مقلد کو بیعت کرتے وقت شرط

(02صفرالمظفر 1440ہجری)

مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ، اپنے ملفوظات میں فرماتے ہیں:

بیعت کے وقت میں غیر مقلدوں سے یہ شرط کر لیتا ہوں کہ بدگمانی اور بدزبانی نہ کریں، اور تقلید کو حرام خیال نہ کریں، اور یہ کہ ہماری مجلس میں کبھی غیر مقلدین کا بھی ذکر ہوتا ہے، تم اپنے اوپر محمول مت کرنا (ملفوظاتِ حکیم الامت، ج۱۴،ص۹۶، ملفوظ نمبر ۱۸، مطبوعہ: ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، ملتان، تاریخِ اشاعت:2000ء)

اس سے معلوم ہوا کہ اگر سلف اور فقہاء سے بدگمانی اور ان کی شان میں بدزبانی نہ ہو، اور تقلید کو حرام بھی نہ کہا جائے، تو ایسا غیر مقلد شخص مشائخِ دیوبند سے بیعت واصلاح کا تعلق رکھ کر مستفید ہوسکتا ہے، جس کی وجہ یہ ہے کہ اگر تقلیدِ شخصی نہ کی جائے، اور بدگمانی و بدزبانی وغیرہ سے بچا جائے، تو اس میں گناہ نہیں، یہ مشائخِ دیوبند میں عظیم شخصیت کی حامل حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کے طرزِ عمل کا ذکر کیا گیا، جن کی تفقہ، تقویٰ وطہارت، اور تزکیہ وسلوک میں عالی شان خدمات مسلّم ہیں، اور اصلاح وتزکیہ اور پیری، مریدی کے متعلق حضرت موصوف رحمہ اللہ کی داروگیر بھی مشہور ہے، لیکن حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی طرح آج کل کے صوفیاء شاید نفسِ غیر مقلد ہونے کو ہی اصل ضلالت سمجھ کر ایسے شخص کے بیعت کرنے کا نام نہ لیں، باقی شرائط کا ذکر تو درکنار۔

مذکورہ ملفوظ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مشائخِ دیوبند کسی جماعت سے ذاتی تعصب نہ رکھتے تھے، اور اصولِ شریعت کی پابندی کرنے کے بعد دوسروں سے تعلق بھی رکھتے تھے۔

نجدیوں کے مقلد یا غیر مقلد ہونے کا حکم

(04 صفر المظفر 1440 ہجری)

آج کل عرب میں نجدیوں کی کثرت ہے، یورپ کے بہت سے ممالک میں بھی ان کا اثر ورسوخ غیر معمولی ہے، ان میں سے بعض حضرات اپنے آپ کو سلفی بھی کہتے ہیں۔حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ، ایک ملفوظ میں نجدیوں کے متعلق فرماتے ہیں کہ:

ایک مرتبہ مجھ سے ایک صاحب نے دریافت کیا کہ نجدی مقلد ہیں یا غیر مقلد؟ میں نے کہا کہ نہ یہاں کے مقلدوں کی طرح، مقلد ہیں، اور نہ یہاں کے غیر مقلدوں کی طرح، غیر مقلد ہیں، بین بین (یعنی درمیانی) حالت ہے (ملفوظاتِ حکیم الامت، ج۲۵، اسعد الابرار،ص۱۳۰،مطبوعہ:ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ،ملتان،تاریخِ اشاعت:1424ہجری)

حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے ''نجدیوں'' کے متعلق بڑا عجیب اور صحیح فیصلہ فرمایا کہ ان کو نہ تو اپنے یہاں کے غیر مقلدوں کی طرح قرار دیا، اور نہ اپنے یہاں کے مقلدوں کی طرح قرار دیا، بلکہ بین بین حالت قرار دی، یعنی کہ وہ کچھ مقلد ہیں اور کچھ غیر مقلد، جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ حضرات نہ تو ائمہ کی تقلید کو شرک وحرام قرار دیتے ہیں، اور نہ ہی تقلیدِ شخصی کو اختیار کرتے ہیں۔

آج کل عرب میں جو معتدل ''سلفی'' حضرات کہلاتے ہیں، وہ اسی نوعیت کے ہیں، البتہ متشدد افراد ہر طبقہ میں ہوا کرتے ہیں، مقلدوں، حنفیوں اور دیوبندیوں میں بھی ہیں، ہم بھی مختلف نجدیوں اور سلفیوں کی تحریرات کا مطالعہ کرتے رہتے ہیں، ان میں بہت سے اہلِ علم نہ عام مقلدوں کی طرح تقلیدِ شخصی میں جمود کرتے ہیں، اور نہ ہی عام غیر مقلدوں کی طرح ہر طرح کی تقلید کو حرام قرار دیتے ہیں، اور نہ ہی فقہاء اور مقلدین کی شان میں زبان درازی کرتے ہیں۔

ان میں جو محقق اہلِ علم ہیں، وہ تحقیق کے بعد فقہاء میں سے جس قول کو راجح سمجھتے ہیں، اس کا اظہار کر دیتے ہیں، بعض جگہ جمہور سے الگ موقف بھی مناقشہ وغیرہ کے بعد اختیار کر لیتے ہیں، لیکن ہمارے یہاں کے بعض غیر مقلدوں کی طرح، دوسروں کے خلاف زبان درازیاں نہیں کرتے، البتہ بعض افراد تشدد کریں، تو ان کا معاملہ الگ ہے، جن کے متعلق پہلے ذکر کیا جا چکا ہے۔

www.idaraghufran.org

تقلید اور غیر مقلدین

(05 صفرالمظفر 1440 ہجری)

آج کے زمانہ میں فقہاء ومجتہدین کی تقلید کرنے نہ کرنے کے معاملہ میں طرفین سے بہت زیادہ تشدد اور افراط وتفریط کا طرزِ عمل سامنے آتا ہے، کسی کی طرف سے کم اور کسی کی طرف سے زیادہ۔

اس مسئلہ میں اعتدال کو ملحوظ رکھنے والے بہت کم ہیں، اوپر سے اکثر لوگ اپنے تشدد کو تسلیم کرنے کے لیے بھی تیار نہیں، ہر ایک اپنے آپ کو معتدل اور دوسرے کو متشدد قرار دیتا ہے، پھر تشدد کی اصلاح کیونکر ہوگی۔

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ ایک ملفوظ میں فرماتے ہیں کہ:

اس زمانہ کے اکثر غیر مقلدین کی بے شک ہم کو شکایت ہے، ان میں عموماً الا ماشاء اللہ دو خصلتیں بہت بری ہیں، ایک ائمہ کے ساتھ بدگمانی، دوسرے ان کی شان میں بد زبانی، باقی ہم نفسِ غیر مقلدی کو حرام نہیں کرتے۔

غیر مقلدی بھی ایک مسلک ہے، لیکن اس وقت کے مفاسد کو دیکھ ہم کو پسند نہیں، بہت سی چیزیں جائز ہوتی ہیں، مگر بعض طبائع کے نزدیک ناپسند ہوتی ہیں، مثلاً اوجھڑی شرعاً جائز ہے، مگر نفیس مزاج ولطیف الطبع لوگ اس کو پسند نہیں کرتے (ملفوظاتِ حکیم الامت، ج ۲۵، اسعد الابرار، ص ۱۸۸، مطبوعہ: ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، ملتان، تاریخِ اشاعت: 1424 ہجری)

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

ترکِ تقلید پر قیامت میں مؤاخذہ تو نہ ہوگا، کیونکہ کسی قطعی کی مخالفت نہیں، مگر بے برکتی اس میں یقینی ہے (ملفوظاتِ حکیم الامت، ج ۲۶، الکلام الحسن، ص ۹۵، مطبوعہ: ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، ملتان، تاریخِ اشاعت: 1425 ہجری)

ملاحظہ فرمایئے کہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے غیر مقلدوں اور تقلید کے مسئلہ کو کتنے اعتدال کے ساتھ صاف فرمادیا۔

لیکن آج کل اس سلسلہ میں افراط وتفریط دیکھنے میں آتی ہے، کوئی نفسِ تقلید، بلکہ تقلیدِ شخصی کے

ترک کو بہر حال حرام قرار دیتا ہے، تو کوئی تقلید یا تقلیدِ شخصی کو حرام بلکہ شرک قرار دیتا ہے۔
اس قسم کے تشدد سے باز آنا چاہئے، اور سلف کے طریقہ کو اختیار کرنا چاہئے۔
اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

حج وعمرہ تربیتی کورس

حج وعمرہ کے سفر پر جانے والے حضرات کو مطلع کیا جاتا ہے کہ حسبِ سابق اس سال بھی مفتی محمد رضوان صاحب کی زیرنگرانی، ادارہ غفران ٹرسٹ کے زیرِ انتظام حج وعمرہ تربیتی کورس منعقد ہورہا ہے۔ جس میں ان شاء اللہ تعالیٰ اہم احکام ومسائل اور آسان طریقۂ حج وعمرہ کی تعلیم وتربیت دی جائے گی۔ خواتین کے لئے پردہ کا معقول انتظام کیا گیا ہے۔ عازمینِ حج وعمرہ شرکت فرما کر مستفید ہوں۔

آغاز	☜	28جون2019ء	....	بروز جمعہ
اختتام	☜	02جولائی2019ء	....	بروز منگل
بوقت	☜	بعد نمازِ مغرب	....	تا عشاء
بمقام	☜	ادارہ غفران، چاہ سلطان	....	راولپنڈی

منجانب: ادارہ غفران (ٹرسٹ) چاہ سلطان
گلی نمبر17، راولپنڈی۔ فون: 051-5507270

اقبال ٹریڈرز
ہمارے ہاں پلاسٹک، اسٹیل، آفس فرنیچر اور کمپیوٹر ٹیبل کی ورائٹی دستیاب ہے
اس کے علاوہ المونیم کی کھڑکیاں اور دروازے، سیلنگ، بلائنڈز، وال پیپر، ونائل فلور ٹائل بھی دستیاب ہیں
بالمقابل چوک کوہاٹی بازار مری روڈ راولپنڈی
فون 5962705--5503080

مقالات ومضامین مولانا شعیب احمد

کوئی نیکی حقیر نہیں ہوتی

چھوٹی چھوٹی نیکیاں اور ان کے فوائد وثمرات سمیٹنے کے مواقع بار بار ہماری زندگی میں آتے ہیں لیکن ہماری بے توجہی اور لاشعوری ہمیں ان نیکیوں پر عمل پیرا ہونے سے روکے رکھتی ہے۔ ہم محض یہ سوچ کر کہ اتنے چھوٹے سے عمل کا کیا فائدہ ہوگا، اُس نیکی کی ادائیگی سے باز رہتے ہیں۔ مثلاً راہ میں کوئی نقصان دہ پتھر یا کانٹا نظر آیا اور فقط اس وجہ سے اس کو دور نہیں کیا کہ یہ معمولی سی نیکی ہے، اللہ کے گھر میں تنکا یا کوئی اور معمولی گندگی دیکھی، مگر اس کے زائل کر دینے کو چھوٹا عمل خیال کرتے ہوئے چھوڑ دیا۔

یہ فقط دو مثالیں ہیں، ورنہ اس طرح کے بیسیوں مواقع ہماری روزمرہ کی زندگی میں آتے ہیں کہ نیکی کا موقع ہونے کے باوجود اسے معمولی خیال کرتے ہوئے نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ حالانکہ ہمارا معاملہ اس رحیم، کریم اور انصاف کرنے والے رب کے ساتھ ہے جو چھوٹی سے چھوٹی نیکی کا بدلہ بھی ضرور عطا فرمائے گا۔ چنانچہ وہ خود فرماتا ہے:

”فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ“ (سورة الزلزال، رقم الآية: ۷)

”سو جو کوئی بھی ایک (معمولی) ذرے کے برابر بھی نیکی کرے گا تو اس کو دیکھ لے گا“ (الزلزال)

اس آیت سے واضح ہے کہ ایک ذرہ کے برابر بھی بھلائی اگر کوئی انسان کرے گا، اسے بھی اللہ کے ہاں پائے گا، اور اس کا بدلہ وانعام بھی ملے گا۔

بنی اسرائیل کی ایک فاحشہ اور بدکار عورت کا قصہ احادیث میں موجود ہے کہ اس نے ایک پیاسے کتے کو اللہ کی مخلوق سمجھتے ہوئے پانی پلا دیا، جس پر اللہ نے اس کی بدکاریوں اور خطاؤں سے درگزر کر کے اس کی بخشش فرما دی۔

(ملاحظہ ہو: صحيح مسلم، رقم الحديث: ۲۲۴۵، كتاب السلام، باب فضل ساقي البهائم المحترمة

www.idaraghufran.org

وإطعامها)

بلکہ ایک حدیث سے تو یہ بھی پتا چلتا ہے کہ کھانے پینے کے بعد فقط شکر ادا کرنے سے بھی اللہ تعالیٰ راضی ہوتے ہیں۔

(ملاحظہ ہو: صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۲۷۳۴، کتاب الذکر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب استحباب حمد الله تعالى بعد الأكل والشرب)

جبکہ دیکھا جائے تو یہ کتنا معمولی اور مختصر سا عمل ہے اور اس کی ادائیگی میں قابلِ ذکر وقت بھی صَرف نہیں ہوتا۔

خلاصہ یہ کہ ہماری روزمرہ زندگی میں متعدد ایسے مواقع آتے ہیں جن میں ہم کچھ خرچ کیے بغیر، چند لمحوں میں کئی نیکیوں کا اضافہ اپنے نامۂ اعمال میں کر سکتے ہیں، اور اللہ کی رضا کو پا سکتے ہیں۔ ہم ان نیکیوں کو معمولی خیال کرتے ہوئے نظر انداز نہ کر دیا کریں، ورنہ ہم دنیا و آخرت میں کئی فوائد و ثمرات سے محروم رہ جائیں گے۔

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہی تعلیم ارشاد فرمائی ہے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

” لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوفِ شَيْئًا، وَلَوْ أَنْ تَلْقَى أَخَاكَ بِوَجْهٍ طَلْقٍ “

(صحيح مسلم، رقم الحديث: ۲۶۲۶، كتاب البر و الصلة والآداب، باب استحباب طلاقة الوجه عند اللقاء)

”کسی نیکی کو بھی حقیر مت جانو، حتیٰ کہ اپنے بھائی کے ساتھ خندہ پیشانی سے ملنے کو بھی حقیر مت سمجھو“ (مسلم)

اس لیے کسی بھی نیکی کو حقیر سمجھنا اور معمولی خیال کرتے ہوئے چھوڑ دینا درست راہِ عمل نہیں۔ کیا خبر اللہ تبارک وتعالیٰ اسی چھوٹی سی نیکی پر ہماری بخشش فرما دیں، جس کو ہم معمولی خیال کیے بیٹھے ہیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ ہماری مغفرت فقط اسی چھوٹی نیکی پر موقوف ہو۔ اس باب میں بنی اسرائیل کی فاحشہ عورت کا قصہ اپنے سبق کے ساتھ ہمارے سامنے واضح ہے۔

لہٰذا کسی بھی اچھائی کو معمولی اور حقیر جان کر نظر انداز کرنے سے بچنا چاہیے، خدا جانے...! کل بروزِ محشر کون سی نیکی اور بھلائی، اچھائیوں والے پلڑے کو بھاری کر کے ہمیں اللہ کی عدالت میں سرخرو کروا دے۔

www.idaraghufran.org

بسلسلہ :تاریخی معلومات مولانا طارق محمود

ماہِ جمادی الاولیٰ: نویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۸۰۱ھ: میں حضرت عماد الدین ابو محمد اسماعیل بن عمر بن اسماعیل بن سید جعفر بن ابراہیم صفار عاملی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(ذیل التقیید فی رواۃ السنن والأسانید للفاسی، ج ۱ ص ۴۷۱)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۸۰۲ھ: میں حضرت ملکہ بنت عبداللہ بن عز ابرہیم بن شرف عبداللہ مقدسیہ صالحیہ رحمہا اللہ کی وفات ہوئی(ذیل التقیید فی رواۃ السنن والأسانید للفاسی، ج ۲ ص ۳۹۴)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۸۰۳ھ: میں قاضی القضاۃ عز الدین ابوبکر بن عبدالعزیز بن محمد بن ابراہیم بن سعد اللہ بن جماعہ بن علی کنانی حموی مصری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

(ذیل التقیید فی رواۃ السنن والأسانید للفاسی، ج ۲ ص ۳۴۶)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۸۰۵ھ: میں حضرت ابراہیم بن داؤ دسر حموشی دمشقی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

(إنباء الغمر بأبناء العمر لابنِ حجر ، ج ۲ ص ۲۳۹)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۸۰۷ھ: میں حضرت ابوبکر بن داؤ د بن احمد حنفی دمشقی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(إنباء الغمر بأبناء العمر لابنِ حجر ، ج ۲ ص ۳۰۱)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۸۰۸ھ: میں حضرت ابوالبقاء محمد بن موسیٰ بن عیسیٰ دمیری شافعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(المقفی الکبیر للمقریزی، ج ۷ ص ۱۲۱)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۸۰۹ھ: میں حضرت شیخ تقی الدین ابوبکر محمد بن محمد بن عبدالرحمٰن بن حیدرہ بن عبداللہ دجوی مصری شافعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

(ذیل التقیید فی رواۃ السنن والأسانید للفاسی، ج ۱ ص ۲۲۸ ،المقفی الکبیر للمقریزی، ج ۷ ص ۲۶ ،شذرات الذهب فی أخبار من ذهب لابی الفلاح عبدالحیی عکری حنبلی، ج ۹ ص ۱۲۹)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۸۱۰ھ: میں حضرت ابوبکر بن محمد صرخدی تقی الدین بن تطماج دمشقی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(إنباء الغمر بأبناء العمر لابنِ حجر ، ج ۲ ص ۳۹۰)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۸۱۲ھ: میں حضرت احمد بن سعید بن احمد ساقی حسبانی رحمہ اللہ کی وفات

www.idaraghufran.org

ہوئی(إنباء الغمر بأبناء العمر لابنِ حجر ، ج ۲ ص ۴۳۷)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۸۲۱ ھ: میں حضرت سعد اللہ بن سعد بن علی بن اسماعیل ہمدانی حنفی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(شذرات الذهب فی أخبار من ذهب لابی الفلاح عبدالحیی عکری حنبلی، ج ۹ ص ۲۲۰)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۸۲۳ ھ: میں حضرت عائشہ بنت محمد بن عبدالہادی بن عبدالحمید بن عبدالہادی مقدسیہ صالحیہ رحمہا اللہ کی وفات ہوئی(ذیل التقیید فی رواۃ السنن والأسانید للفاسی، ج ۲ ص ۳۸۱)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۸۲۵ ھ: میں حضرت صدقہ بن سلامہ بن حسین بن بدران بن ابراہیم بن جملہ جیدوری دمشقی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

(شذرات الذهب فی أخبار من ذهب لابی الفلاح عبدالحیی عکری حنبلی، ج ۹ ص ۲۴۷)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۸۲۶ ھ: میں حضرت زین الدین عمر بن محمد صفدی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

(شذرات الذهب فی أخبار من ذهب لابی الفلاح عبدالحیی عکری حنبلی، ج ۹ ص ۲۵۵)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۸۳۴ ھ: میں حضرت شیخ مجد الدین اسماعیل بن علی بن عبداللہ برماوی شافعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(المنهل الصافی والمستوفی بعد الوافی لیوسف بن تغری، ج ۲ ص ۴۱۲)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۸۳۸ ھ: میں حضرت سراج الدین ابوحفص عمر بن نجم الدین بن عبدالرحمٰن بن حسین بن یحییٰ لخمی قبابی حموی حنبلی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

(الجوهر المنضد فی طبقات متأخری أصحاب أحمد لابن المبرد، ج ۱ ص ۵۶)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۸۴۴ ھ: میں حضرت شہاب الدین احمد بن ابی بکر بن رسلان بن نصیر بن صالح شافعی عجیمی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

(شذرات الذهب فی أخبار من ذهب لابی الفلاح عبدالحیی عکری حنبلی، ج ۹ ص ۳۶۲، المنهل الصافی والمستوفی بعد الوافی لیوسف بن تغری، ج ۱ ص ۲۲۶)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۸۴۷ ھ: میں حضرت زین الدین ابوبکر بن اسحاق بن خالد کختاوی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

(بغیة الوعاة فی طبقات اللغویین والنحاة للسیوطی، ج ۱ ص ۴۶۷، شذرات الذهب فی أخبار من ذهب لابی الفلاح عبدالحیی عکری حنبلی، ج ۹ ص ۳۷۹)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۸۴۸ ھ: میں حضرت شیخ شہاب الدین احمد بن حمد بن ابراہیم فیشی حناوی نحوی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(بغیة الوعاة فی طبقات اللغویین والنحاة للسیوطی، ج ۱ ص ۳۵۶)

علم کے مینار اسلامی فقہ کی ابتدائی تاریخ وترویج (قسط8) مفتی غلام بلال

مسلمانوں کے علمی کارناموں وکاوشوں پر مشتمل سلسلہ

فقہ اسلامی کی تدوین وترویج میں خواتین کا حصہ (حصہ سوم)

ام المومنین حضرت اُمِ حبیبہ رضی اللہ عنہا

سیدہ امّ حبیبہ رضی اللہ عنہا: نام ''رملہ'' ہے، ''ام حبیبہ'' کنیت ہے، ابوسفیان بن حرب کی بیٹی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ ہیں، امہات المومنین میں سے ہیں، اسلام لانے والوں میں آپ کا شمار سابقین اولین میں ہوتا ہے، اپنے والد اور اپنے بھائی سے پہلے مکہ میں ہی اسلام لے آئیں تھیں۔ [۱]

والدہ کا نام صفیہ بنت عاص ہے، جو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی پھوپھی بھی ہیں۔

اپنے خاوند عبیداللہ بن جحش (جو کہ ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے بھائی تھے) کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت بھی کی، مگر ان کے خاوند پر شقاوت غالب آ گئی، اور دوبارہ عیسائی ہوگئے، اور اسی حالت میں وفات ہوئی، مگر آپ اسلام پر ثابت قدم رہیں، عبیداللہ بن جحش سے آپ کی ایک بیٹی بھی ہوئی، جس کا نام ''حبیبہ'' رکھا گیا، بعد میں اسی نسبت سے آپ کو ''ام حبیبہ'' کہا جانے لگا، بعداز عدت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی کی طرف، حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا، اپنے لیے نکاح کا پیغام بھیجا۔ [۲]

---

[۱] جبکہ حضرت امیر معاویہ اور آپ کے والد سن 8 ہجری میں فتح مکہ کے موقع پر اسلام لائے۔

ولا خلاف أن أبا سفیان ومعاویة أسلما فی فتح مکة سنة ثمان (حاشیة الارنووط علی سیر اعلام النبلاء، ج۷، ص ۱۳۸)

[۲] اور روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح کا یہ پیغام عثمان بن عفان، اور ایک روایت کے مطابق عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہما بطورِ وکیل کے لے کر گئے، اور بعد از نکاح حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ولیمہ کی دعوت بھی کی، اور ایک قول کے مطابق یہ ولیمہ نجاشی نے اپنی طرف سے حبشہ میں ہی کیا، ممکن ہے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے بعد میں مدینہ واپس آ کر ولیمہ کی یہ دعوت کی ہو۔ واللہ اعلم۔

(ملاحظہ ہو: حاشیة الارنوؤط علی سنن ابی داؤد، تحت رقم الحدیث ۲۰۸۶)

www.idaraghufran.org

اس طرح نجاشی نے ان کا نکاح نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دیا۔

آپ کے نکاح کا واقعہ کتبِ احادیث میں تفصیل کے ساتھ مذکور ہے، چنانچہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

وہ عبیداللہ بن جحش کے نکاح میں تھیں، پھر عبیداللہ بن جحش کا حبشہ میں انتقال ہو گیا، تو نجاشی نے ان کا نکاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دیا، اور (نجاشی نے) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ان کو چار ہزار درہم بطورِ مہر کے ادا کیے، اور اس کے بعد شرحبیل بن حسنہ کے ساتھ آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف روانہ فرما دیا۔ [1]

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا یہ نکاح 6 ہجری میں یا پھر 7 ہجری میں ہوا۔

اوران کے ایک بھائی حنظلہ بن ابی سفیان بن حرب بدر کے دن کفر کی حالت میں، حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں مارے گئے۔

آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں، اور اسی طرح ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے بھی روایت کرتی ہیں، اور آپ سے روایت کرنے والوں میں آپ کی بیٹی حبیبہ، آپ کے دو بھائی حضرت معاویہ اور حضرت عتبہ اور دیگر حضرات شامل ہیں۔

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا دیگر ازواجِ مطہرات کا بھی خاص طور پر خیال رکھا کرتی تھی، چنانچہ اس کی ایک مثال کا ذکر تو ماقبل میں گزرا کہ آپ نے اپنی سوکن اور اپنے سابق خاوند کی بہن ام المومنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے واسطہ سے متعدد احادیث کو روایت کیا ہے۔

اور ایک دوسرے واقعہ سے بھی اس کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے، چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ وفات کے وقت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے ان کو اپنے پاس بلایا اور فرمایا کہ ہمارے (اور ہماری سوکنوں) کے درمیان جو کچھ (کمی وکوتاہی اور گرم سرد) ہوا، اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ ہم سب کو معاف فرمائے (اور اس طرح ہم ایک دوسرے کو تہے دل سے معاف کر دیتے

---

[1] عن الزهرى، عن عروة، عن أم حبيبة رضى الله عنها، أنها كانت تحت عبيد الله بن جحش فمات بأرض الحبشة، فزوجها النجاشى النبى صلى الله عليه وسلم، وأمهرها عنه أربعة آلاف، وبعث بها إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم مع شرحبيل بن حسنة (مستدرک حاکم، رقم الحديث ٦٧٤١، حكم الذهبى: على شرط البخارى ومسلم)

www.idaraghufran.org

ہیں) حضرت عائشہ نے بھی اسی طرح جواب دیا،اور فرمایا کہ آپ کے اس عمل نے مجھے دلی طور پر خوشی پہنچائی، اللہ آپ کو بھی خوش رکھے،اور اس کے بعد ان کو حضرت ام سلمہ کی طرف بھی یہی پیغام دے کر بھیجا(مستدرک حاکم، ج۴، ص ۲۴، ذکر أم حبیبة بنت أبی سفیان رضی اللہ عنہا)

آپ کی وفات 44 ہجری میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہا کے دورِ خلافت میں ہوئی۔ [1]

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اپنی "مسند" میں آپ سے مروی لگ بھگ 28 روایات کا ذکر کیا ہے، اس کے علاوہ آپ سے مروی دیگر کئی روایات کا دوسری کتبِ حدیث میں بھی ذکر ملتا ہے۔

ام المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا

ام المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا نام "برۃ بنت حارث بن ابی ضرار" تھا،جس کو نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے تبدیل فرما کر "جویریہ" رکھ دیا تھا۔

آپ پہلے مسافع بن صفوان کے نکاح میں تھیں، جو کہ غزوہ بنی مصطلق میں مارے گئے تھے،اور آپ قیدی بن کر آئیں،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو آزاد فرما کر آپ سے نکاح فرمایا، صحابۂ کرام کو جیسے ہی اس نکاح کا علم ہوا،تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس رشتہ کے احترام میں، انہوں نے حضرت جویریہ کے تمام رشتہ دار، جو کہ قبیلہ بنی مصطلق کے لوگ تھے،اور اس جنگ میں قیدی بن کر آئے تھے،کو آزاد کر دیا،اس طرح اس نکاح کی برکت سے ایک سو سے زائد افراد کو آزادی ملی،حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کے متعلق فرمایا کرتی تھیں کہ میں نے حضرت جویریہ جیسی بابرکت اور نیک عورت نہیں دیکھی تھی کہ جن کی برکت سے سو سے زائد گھرانے آزاد کیے گئے۔

جس وقت آپ نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے نکاح میں آئیں،تب آپ کی عمر 20 سال تھی۔

کتبِ احادیث میں آپ کے نکاح کا واقعہ تفصیل کے ساتھ منقول ہے۔

---

[1] أم حبیبة: هی رملة بنت أبی سفیان صخر بن حرب بن أمیة القرشیة الأمویة .تکنی أم حبیبة .إحدی أمهات المؤمنین، کانت من السابقین إلی الإسلام، هاجرت إلی الحبشة مع زوجها عبید الله بن جحش فولدت هناک حبیبة، فتنصر عبید الله ومات بالحبشة نصرانیا وبقیت أم حبیبة مسلمة بأرض الحبشة، فأرسل رسول الله صلی الله علیه وسلم یخطبها إلی النجاشی فتزوجها وهی بالحبشة روت عن النبی صلی الله علیه وسلم أحادیث وعن زینب بنت جحش وروت عنها بنتها حبیبة وأخواها معاویة وعتبة وآخرون (الموسوعة الفقهیة الکویتیة، ج۲، ص ۴۰۵، تحت الترجمة: ام حبیبة)

www.idaraghufran.org

باقی امہات المومنین کی طرح آپ کا بھی فقہ وفتاویٰ میں بڑا نام اور بڑا کام ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اپنی ’’مسند‘‘ میں ’’مسند النساء ‘‘ کے نام سے باب قائم کیا ہے، جس کے تحت آپ سے مروی احادیث کو جمع کیا ہے۔

آپ کی وفات 65 سال کی عمر میں بالاختلاف 56 یا پھر 50 ہجری میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ہوئی، اور آپ کی نمازِ جنازہ مروان بن حکم نے پڑھائی۔

(مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۶۷۸۱، تاریخ الاسلام للذھبی، ج ۲، ص ۴۸۱، تحت الترجمة: جويرية، أم المؤمنين بنت الحارث،

ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا

حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا آخری زوجہ مطہرہ ہیں کہ جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے 7 ہجری میں مقامِ سرف میں نکاح فرمایا تھا۔

روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا نام بھی پہلے ’’برۃ‘‘ تھا، جسے بعد میں بدل کر ’’میمونہ‘‘ رکھ دیا گیا تھا، مکہ میں ہی بیعت کرنے والوں میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔

آپ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی زوجہ ’’ام فضل‘‘ کی بہن اور حضرت عبداللہ بن عباس اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہما کی خالہ ہیں۔

منقول ہے کہ آپ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح ذی قعدہ 7 ہجری میں ’’عمرۂ قضاء‘‘ کی فراغت کے بعد مکہ سے دس کلومیٹر پہلے مقامِ سرف میں ہوا تھا۔ آپ نیک بخت عورت اور حقوق العباد کا خیال رکھنے میں نہایت اہتمام کیا کرتی تھیں، چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک موقع پر ان کے متعلق فرمایا تھا کہ ’’انها كانت من اتقانا لله و اوصانا للرحم‘‘ یعنی: حضرت میمونہ ہم (ازواجِ النبی) میں سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والی، اور صلہ رحمی کرنے والی تھیں۔

امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آپ سے متعدد روایات منقول ہیں، جن میں سے 7 روایات کو امام بخاری اور امام مسلم نے بھی اپنی ’’صحیحین‘‘ میں کیا ہے، اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اپنی ’’مسند‘‘ میں آپ سے مروی لگ بھگ 50 سے زائد روایات کو ذکر کیا ہے۔

کئی صحابہ آپ سے راویت کرتے ہیں، خصوصاً آپ کے بھانجے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ۔

تہجد کی رکعات کے متعلق صحیح بخاری میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی جو روایت مذکور ہے، اس میں یہ بھی ہے کہ ’’میں نے اپنی خالہ میمونہ بنتِ حارث رضی اللہ عنہا کے گھر رات گزاری (تا کہ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی عبادت ملاحظہ کروں)(بخاری، رقم الحدیث 117)

اس کے علاوہ آپ سے روایت کرنے والوں میں عبداللہ بن شداد، عبید بن سباق، عبدالرحمٰن بن سائب ہلالی، یزید بن اصم، کریب، سلیمان بن یسار اور عطاء بن یسار شامل ہیں۔

آپ کی وفات 51ہجری میں ہوئی۔ [1]

---

[1] هی میمونة بنت الحارث بن حزن الهلالیة .أم المؤمنین .آخر امرأة تزوجها رسول الله صلى الله علیه وسلم وآخر من مات من زوجاته، كان اسمها "برة "فسماها "میمونة "بایعت بمكة قبل الهجرة، وكانت زوجة أبی رهم بن عبد العزى العامری ومات عنها، فتزوجها النبی صلى الله علیه وسلم سنة 7هـ .روت عن النبی صلى الله علیه وسلم، وعنها ابن أختها عبد الله بن عباس، وابن أختها الأخرى عبد الله بن شداد وابن أختها عبد الرحمن بن السائب الهلالی وعبد الله بن عبد الله بن عتبة وعطاء بن یسار وغیرهم (الموسوعة الفقهیة الكویتیة، ج۱۵، ص ۳۲۰، تحت الترجمة: میمونة بنت الحارث، م 51هجری)

عدنان احمد خان
0345-5067603
الفہد فوڈز کوکنگ سنٹر
دوکان نمبر K-93، ظفر الحق روڈ، نزد بوبی پان شاپ، کمیٹی چوک، راولپنڈی
فون: 051-5961624

تذکرۂ اولیاء حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ(قسط34) مفتی محمد ناصر

اولیاءِ کرام اور سلف صالحین کے نصیحت آموز واقعات وحالات اور ہدایات وتعلیمات کا سلسلہ

عمر رضی اللہ عنہ کا شہادت اور مدینہ میں وفات کی دعا کرنا

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے راستہ میں شہادت کے حاصل ہونے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر مدینہ منورہ میں موت آنے کی دعاء کرنے کا احادیث میں ذکر ملتا ہے۔

چنانچہ حضرت زید بن اسلم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں:

عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِي شَهَادَةً فِي سَبِيلِكَ، وَاجْعَلْ مَوْتِي فِي بَلَدِ رَسُولِكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (بخارى، رقم الحديث ١٨٩٠، باب كراهية النبى صلى الله عليه وسلم أن تعرى المدينة)

ترجمہ: عمر رضی اللہ عنہ نے یہ دعا کی: ’’اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِي شَهَادَةً فِي سَبِيلِكَ، وَاجْعَلْ مَوْتِي فِي بَلَدِ رَسُولِكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ‘‘ اے اللہ! مجھے اپنے راستے میں شہادت نصیب فرما اور مجھے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر میں موت دے(بخاری)

اور ایک روایت میں ہے:

عَنْ حَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – أَنَّهَا سَمِعَتْ أَبَاهَا يَقُولُ: ’’اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِي قَتْلاً فِي سَبِيلِكَ، وَوَفَاةً فِي بَلَدِ نَبِيِّكَ‘‘. قَالَتْ: قُلْتُ وَأَنَّى ذَلِكَ؟ قَالَ: إِنَّ اللَّهَ يَأْتِي بِأَمْرِهِ أَنَّى شَاءَ (الطبقات الكبرىٰ لابن سعد، ج٣، ص ٣٣١، ذكر استخلاف عمر، مسند الفاروق لابن كثير، رقم الحديث ٣٧٠، أحاديث فى فضل الحَرَمين الشريفين زادهما الله تعظيمًا) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت حفصہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے

[1] قال المحقق عبد العزيز بن محمد: ابن سعد: والطبقات ٣/ ٣٣١، وإسناده حسن (محض الصواب فى فضائل أمير المؤمنين عمر بن الخطاب، لابن المبرد الحنبلى، ج٣، ص ٧٩١)

www.idaraghufran.org

والد عمر رضی اللہ عنہ کو یہ دعاء کرتے ہوئے سنا: "اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ قَتْلاً فِیْ سَبِیْلِکَ، وَوَفَاۃً فِیْ بَلَدِ نَبِیِّکَ" اے اللہ! مجھے اپنے راستے میں مقتول ہونا اور اپنے نبی کے شہر میں فوت ہونا نصیب فرما، حضرت حفصہ نے عرض کیا کہ یہ کہاں سے ہوگا؟ (یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر میں شہادت کیسے ممکن ہے، کہ مدینہ میں کوئی کیسے حملہ آور ہوسکتا ہے؟) عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ اپنا حکم جہاں چاہے، لاسکتا ہے (ابن سعد)

اس طرح کا مضمون حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی مروی ہے، مگر محققین نے اس کی سند میں ضعف کی نشاندہی کی ہے (ملاحظہ ہو: حلیۃ الاولیاء، ج۵، ص۳۸۷، وحاشیہ مناقب امیرالمؤمنین عمر بن الخطاب لابن الجوزی البغدادی، الباب الثالث والستون، فی ذکر طلبہ للشہادۃ وحبہ لھا، صفحہ ۲۵۷)

نیز بعض روایات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو شہید ہونے کی دعاء دینا بھی مروی ہے۔

چنانچہ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – رَأَى عَلَى عُمَرَ قَمِيصًا أَبْيَضَ، فَقَالَ: " ثَوْبُكَ هَذَا غَسِيلٌ أَمْ جَدِيدٌ؟ قَالَ: لَا، بَلْ غَسِيلٌ .قَالَ: "الْبَسْ جَدِيدًا، وَعِشْ حَمِيدًا، وَمُتْ شَهِيدًا (ابنِ ماجہ، رقم الحدیث ۳۵۵۸، مسند ابی یعلیٰ، رقم الحدیث ۵۵۴۵) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ کو سفید قمیص پہنے دیکھا، تو فرمایا کہ آپ کا یہ کپڑا دھلا ہوا ہے یا نیا کپڑا ہے؟ عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ نہیں، بلکہ دُھلا ہوا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نئے کپڑے پہنو، قابلِ تعریف زندگی گزارو، اور شہادت کی موت پاؤ (ابن ماجہ، ابویعلیٰ)

مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ سے شہادت اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر مدینہ منورہ میں وفات کی دعاء کی تھی، جو اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی، چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں ایک پارسی غلام نے فجر کی نماز میں امامت کراتے ہوئے زخمی کیا، جس

[1] قال شعیب الارنؤوط: الحسین بن مھدی صدوق، وقد توبع، ومن فوقہ ثقات.

کے نتیجہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا۔

نیز بعض احادیث میں ہے کہ جوکوئی صِدق اور اخلاص کے ساتھ شہادت طلب کرتا ہے، تو اسے شہادت کا مرتبہ عطا کیا جاتا ہے، اگرچہ وہ اپنے بستر پر ہی فوت ہوا ہو۔

چنانچہ حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ سَأَلَ اللهَ الشَّهَادَةَ بِصِدْقٍ، بَلَّغَهُ اللهُ مَنَازِلَ الشُّهَدَاءِ، وَإِنْ مَاتَ عَلَى فِرَاشِهِ (مسلم، رقم الحديث "١٥٧" ١٩٠٩، باب استحباب طلب الشهادة في سبيل الله تعالى)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اللہ سے سچائی کے ساتھ شہادت مانگی تو اللہ اسے شہداء کے مرتبہ تک پہنچا دیں گے اگرچہ وہ اپنے بستر پر ہی مرا ہو (مسلم)

اسی طرح احادیث میں مدینہ منورہ میں فوت ہونے کی بھی فضیلت کا بھی ذکر ہے۔

چنانچہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ اسْتَطَاعَ أَنْ يَمُوتَ بِالمَدِينَةِ فَلْيَمُتْ بِهَا، فَإِنِّي أَشْفَعُ لِمَنْ يَمُوتُ بِهَا (ترمذی، رقم الحديث ٣٩١٧، باب ما جاء في فضل المدينة)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس سے ہوسکے کہ مدینہ میں مرے تو مدینہ میں ہی مرنے کی کوشش کرے، کیونکہ جو یہاں مرے گا میں اس کی شفاعت کروں گا (ترمذی)

مذکورہ احادیث وروایات کی روشنی میں فقہائے کرام نے فرمایا کہ اگرچہ موت کی تمنا کرنے کی احادیث میں ممانعت آئی ہے، مگر شہادت کی دعاء کرنا، اس کے خلاف نہیں، کیونکہ موت کی تمنا کرنے میں مقررہ وقت سے پہلے موت مانگنا ہے، جبکہ شہادت کی دعاء میں فضیلت والی موت کی دعاء ہے، نہ کہ مقررہ وقت سے پہلے موت مانگنا ہے (الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ، مادۃ "اختصاص"، اختصاص الاماکن، المدینۃ المنورۃ)

پیارے بچو! مولانا محمد ریحان

نیا خرگوش!

پیارے بچو!ایک بچہ تھا۔اس کا نام اویس تھا۔وہ اپنے والدین کا اکلوتا بیٹا تھا۔اس کے گھر میں اس کے علاوہ کوئی بچہ نہ تھا جس کے ساتھ وہ کھیل سکے۔اس طرح اویس اپنے آپ کو بہت اکیلا محسوس کرتا تھا۔اس کے گھر کے پاس ہی ایک پارک تھا۔ایک دن اویس پارک گیا اور پارک میں دیکھا کہ ایک خرگوش چھلانگیں مارتا ہوا ایک طرف سے نکلا اور اور دوسری طرف بھاگا۔اویس نے اس خرگوش کا پیچھا کرنا شروع کر دیا۔جب وہ گھر واپس آیا تو اپنے والد سے کہنے لگا کہ مجھے ایک خرگوش چاہئے جسے میں پالوں گا۔اس کے والد نے اسے خرگوش لا دیا۔اویس نے اپنے خرگوش کا نام ''نطاط'' رکھا۔اویس روزانہ نطاط کے ساتھ کھیلتا اور روز کا اس کا یہ معمول بن گیا۔اویس کا اس کے ساتھ تعلق مضبوط ہو گیا۔اویس کو یہ تک گوارا نہیں تھا کہ وہ ایک منٹ کے لیے بھی اپنے خرگوش نطاط سے دور رہے۔خرگوش بھی رات کو اس کے کمرے کے ساتھ ہی سوتا تھا۔ایک دن اویس کا دوست سمیر اس سے ملنے اس کے گھر آیا۔اویس نے سمیر کو اپنا خرگوش دکھایا،سمیر کو وہ خرگوش اچھا لگا اور اس نے اس خرگوش کو اپنے ہاتھ میں اٹھانا چاہا۔اس نے اویس سے کہا:

''کیا میں اسے اپنے ہاتھ میں اٹھا سکتا ہوں؟''

اویس نے منع کرنے کا سوچا اور منع کرنے کے لیے اپنا سر دائیں سے بائیں ہلا دیا۔اور اس نے یہ بات محسوس کی کہ خرگوش بہت نازک جانور ہے۔اور وہ سمیر کے ہاتھوں میں محفوظ بھی نہیں ہے۔لیکن بالآخر اس نے یہ سوچا کہ سمیر کو منع کرنا اچھا نہیں۔اس طرح وہ راضی ہوا اور سمیر کو اپنا خرگوش دے دیا۔

اویس نے سمیر کو اپنا خرگوش دے دیا اور خرگوش اویس کو دیکھے جا رہا تھا۔سمیر نے خرگوش کو پکڑا ہوا تھا کہ خرگوش نے ہاتھ سے نکلنے کی کوشش کی۔سمیر کو اس بات کو ڈر ہوا کہ خرگوش کہیں اس کے ہاتھ سے نکل کر بھاگ نہ جائے تو اس نے خرگوش کی پکڑ کو اور مضبوط کر لیا اور زور سے اس کے سینے سے اسے پکڑ لیا، یہاں تک کہ خرگوش زور سے چلایا۔

www.idaraghufran.org

اویس نے خرگوش کی آواز سنی تو وہ ڈر گیا۔اوراس نے سوچا کہ سمیراسے جان سے ماررہاہے،اویس زور سے چلایا:''یہ مت کرو،آپ اسے تکلیف پہنچا رہے ہو،یہ تکلیف دہ طریقہ اس طرح کے نازک جانورکوپکڑنے کا نہیں ہے''

اویس سے اپنا نازک اور پیارا خرگوش اپنے دوست کے دباؤ کے نیچے نہ دیکھا گیا۔

اویس سمیر کی طرف لپکا اوراس نے خرگوش کواس سے لینے کی کوشش کی۔لیکن سمیرخرگوش کوچھوڑ ہی نہ رہا تھا،کیونکہ وہ چاہ رہا تھا کہ خرگوش اس کی گود میں بیٹھے۔دونوں میں سے ہرایک اس خرگوش کو اپنے طرف کھینچ رہا تھا۔

خرگوش بہت ڈرگیا تھا،خوف کی وجہ سے وہ کانپنے لگا،اسے دونوں بچوں کی چیخ وپکارنے اورخوف زدہ کردیا تھا۔خرگوش کے اندراب اورجان نہ تھی۔بالآخراویس خرگوش کواپنے طرف کھینچنے میں کامیاب ہوگیا۔جب خرگوش اویس کے بازوؤں میں آیا تو وہ ہانپ رہا تھا۔اویس نے آرام سے اس کی کمرکو ملنا شروع کردیا۔اور کہنے لگا:''اے میرے پیارے دوست!مجھے یقین ہے کہ تم نہیں روگے میں آپ کواب کہیں جانے نہیں دوں گا''

خرگوش خوف کی وجہ سے جوکانپ رہا تھا۔اب وہ اویس کے پاس آکرسکون محسوس کرنے لگا۔اویس اٹھا اورخرگوش کو پیار سے سہلاتا رہا۔بالآخرخرگوش کوسکون آیا،دوسری طرف سمیربھی اویس کودیکھ رہا تھا۔

سمیرکواپنے غلطی کا احساس نہ ہوااوروہ یہی سوچتا رہا کہ میں نے توصرف خرگوش کواپنے بازو میں دبایا وہ مجھ سے اتنا کیوں ڈرگیا؟اوراس نے اویس کے سلوک کو براسمجھا۔لیکن اویس کوافسوس ہوااوراپنی غلطی محسوس کرنے لگااورسوچنے لگا کہ مجھے اپنے دوست کے ساتھ نرمی والا برتاؤ کرنا چاہئے تھا۔اس طرح وہ سمیر کے قریب ہوااوراس سے کہا کہ مجھے اس کا افسوس ہے جومیں نے کیا،لیکن آپ کوبھی چاہئے تھا کہ اسے اس طرح پکڑتےاوراویس نے خرگوش کوپکڑتے ہوئے اس کوطریقہ بتایا۔

پیارے بچو!اپنے دوستوں اورساتھیوں کے ساتھ ادب کے ساتھ بات چیت کیا کرو،حتیٰ کہ کوئی طبیعت کے خلاف بات پیش آجائے اس وقت بھی۔کیونکہ آپ کا سخت لہجہ آپ کے تعلقات خراب کرسکتا ہے۔

بزمِ خواتین (عورت کا تقدس اور حقوق نسواں کا فریب: قسط 23) مفتی طلحہ مدثر

نفقہ میں خواتین کے اختیارات

معزز خواتین! خواتین کے رہائش کے حق سے متعلق تفصیلی بحث مذکور ہوگئی ہے، نفقہ میں رہائش کے علاوہ بھی بھی چیزیں شامل ہیں، جن کا شوہر کے ذمہ ادا کرنا ضروری ہے، آگے اسی کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

نفقہ سے متعلق چند مسائل

شوہر کے ذمہ اصولاً تو رہائش، کھانا اور کپڑے وغیرہ کا دینا لازمی ہے، لیکن اسی کے ضمن میں چند دیگر مسائل بھی ہیں جو اسی سے متعلق ہیں، ان کی تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

اشیاءِ زیب وزینت میں خواتین کے اختیارات

شوہر کے ذمہ عورت کے لیے ان اشیاء کا انتظام کرنا تمام فقہاء کے نزدیک لازم ہے، جس سے وہ میل کچیل اور صاف صفائی کرسکے، چنانچہ شوہر کے ذمہ بیوی کے لیے وضو اور غسل کے پانی کا انتظام کرنا، تیل کنگھی، صابون اور صاف صفائی کی اشیاء (جس میں بعض فقہاء کے نزدیک مہندی بھی شامل ہے) کا انتظام کرنا عرف وعادت کے مطابق ضروری ہے جس کی نوعیت علاقہ اور افراد کے اختلاف سے مختلف ہوسکتی ہے۔

ایسی اشیاء جن کا تعلق صاف صفائی سے ہے وہ تو شوہر کے ذمہ لازم ہیں، لیکن ایسی اشیاء جن کا تعلق زینت اور خوبصورتی سے جس کو آجکل ''میک اپ'' کہا جاتا ہے، تو اس کی ذمہ داری شوہر کے ذمہ لازمی نہیں، اگر شوہر اپنی مرضی سے ادا کردے تو اس کا فضل واحسان ہے، موجودہ معاشرہ میں اگر غور کیا جائے تو اس قسم کے غیر ضروری اشیاء کا ایک سیلاب نظر آئے گا، جس کی وجہ سے مناسب آمدنی والے شوہروں کو بھی بعض اوقات مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اور اس پر لطف یہ ہے، کہ

شوہر سے میک اپ کے اخراجات کی مد میں لی جانے والی رقم عموماً اس کے سامنے میک اپ کرنے کی غرض سے ہوتی بھی نہیں ہے، بلکہ یا تو وہ کسی ناجائز موقع پر استعمال کی جاتی ہے یا کسی تقریب یا آنے جانے کے موقع پر، شوہر کے سامنے خواتین عام طور سے اسی طرح سے پہنتی اوڑھتی ہیں کہ بیوی کم اور کام والی ماسی زیادہ محسوس ہوتی ہیں، جبکہ میک اپ کا اصل استعمال شوہر کے لیے ہونا چاہیے، اسی وجہ سے بعض فقہاء کے نزدیک اگر شوہر بیوی سے زیب وزینت اختیار کرنے کا مطالبہ کرے، تب تو شوہر کے ذمہ بیوی کو یہ اشیاء فراہم کرنا ضروری ہے ورنہ نہیں، جبکہ ہمارے معاشرے میں الٹی گنگا بہہ رہی ہے، اول تو ان اشیاء کو شوہر کے ذمہ لازمی سمجھا جاتا ہے، پھر اس کا استعمال بھی شوہر کی خوشنودی کے لیے نہیں ہوتا (خواہ اس کا کتنا ہی اصرار کیوں نہ ہے) بلکہ خود پسندی، فخر تفاخر، مقابلہ بازی وغیرہ کے لیے ہوتا ہے۔ الا ماشاء اللہ۔ اور عام طور پر گھر میں رہتے ہوئے تیار ہونے کو عجیب چیز سمجھا جاتا ہے، جبکہ اصل غرض شوہر کی خوشنودی ہے جو عموماً گھر میں رہتے ہوئے حاصل ہوتی ہے، نہ کہ گھر سے باہر بن ٹھن کر جانے سے، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

سئل النبی صلى الله علیه وسلم: أی النساء خیر؟ قال: " التی تسره إذا نظر إلیها (مسند احمد، مسند ابی هريرة، رقم الحديث۷۵۸۷ ۹)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ خواتین میں سے بہتر کون ہے؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''وہ عورت کہ جب اس کا خاوند اس کو دیکھے تو وہ اس کو خوش کردے'' (مسند احمد)

مذکورہ روایت میں خوش کرنے کے دونوں معنیٰ کا احتمال ہے یعنی اپنے کردار واخلاق سے خوش کرنا اور بناؤ سنگھار سے خوش کرنا۔ واللہ اعلم

اسی وجہ سے فقہاء کرام نے فرمایا ہے کہ اگر شوہر، بیوی سے زیب وزینت کا مطالبہ کرے تو بیوی پر زیب وزینت اختیار کرنا واجب ہے اور اگر وہ شوہر کے اصرار کے باوجود ایسا نہیں کرتی تو شوہر کو تادیب اور تنبیہ کرنے کا حق حاصل ہے۔

www.idaraghufran.org

صدقۂ فطر روزے کی پاکیزگی کا ذریعہ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ:

فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَكَاةَ الْفِطْرِ طُهْرَةً لِلصَّائِمِ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ، وَطُعْمَةً لِلْمَسَاكِيْنِ، مَنْ أَدَّاهَا قَبْلَ الصَّلَاةِ، فَهِيَ زَكَاةٌ مَقْبُوْلَةٌ، وَمَنْ أَدَّاهَا بَعْدَ الصَّلَاةِ، فَهِيَ صَدَقَةٌ مِّنَ الصَّدَقَاتِ (سنن أبى داوٗد، رقم الحديث 1609)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زکاۃِ فطر (یعنی صدقۂ فطر) روزے داروں کو بیکار اور بے ہودہ باتوں سے پاکیزگی حاصل کرنے کے لیے اور مساکین کو کھلانے (یعنی ان کی مدد وتعاون کرنے) کے لئے مقرر فرمایا، جس نے (عید کی نماز سے پہلے ادا کر دیا تو یہ مقبول صدقۂ فطر ہے اور جس نے عید کی نماز کے بعد ادا کیا تو پھر یہ صدقوں میں سے ایک صدقہ ہے (ترجمہ ختم)

مطلب یہ ہے کہ صدقۂ فطر سے روزے یا روزہ دار کی تطہیر وپاکیزگی حاصل ہوتی ہے، اور جو روزے کی حالت میں فضول اور فحش کلام وغیرہ سرزد ہوجاتے ہیں، صدقۂ فطر کے ذریعہ سے ان کا ازالہ ہوجاتا ہے، اور صدقۂ فطر سے ضرورت مندوں کا تعاون الگ ہوتا ہے۔

اور صدقۂ فطر کا عید کی نماز سے پہلے ادا کرنا زیادہ فضیلت کا باعث ہے، اور یہ فضیلت عید کی نماز کے بعد ادا کرنے سے حاصل نہیں ہوتی، اگرچہ صدقۂ فطر کی ادائیگی ہوجاتی ہے۔

Savour Foods®
● RAWALPINDI
Gordon College Road
Tel: 5532556-8,Fax: 5531923
● ISLAMABAD
Blue Area
Tel:2348097-9
● Lahore
Shama Chowk Ferozpur Road
Tel: 37422635,37422640
● Pindi Cricket Stadium
Tel:4855019 , 4855021
● Melody Food Park
Tel:2873300
● Mcleod Road Lakshami Chowk
Tel:042-37114171-4
www.savourfoods.com.pk

چاند کی رات فضیلت واہمیت

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

فَإِذَا كَانَتْ لَيْلَةُ الْفِطْرِ سُمِّيَتْ تِلْكَ اللَّيْلَةُ لَيْلَةَ الْجَائِزَةِ.

ترجمہ: پھر جب عیدُ الفطر کی رات ہوتی ہے تو اس کا نام (آسمانوں پر) لیلۃُ الجائزہ (یعنی انعام کی رات) رکھا جاتا ہے (شعب الایمان، حدیث نمبر 3421)

اور حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ:

مَنْ قَامَ لَيْلَتَيِ الْعِيدَيْنِ لِلّٰهِ مُحْتَسِبًا لَمْ يَمُتْ قَلْبُهُ حِينَ تَمُوتُ الْقُلُوبُ

(شعب الإيمان للبيهقي، رقم الحديث 3438)

ترجمہ: جس شخص نے دونوں عیدوں (یعنی عیدُ الفطر اور عیدُ الاضحیٰ) کی راتوں میں اللہ کی رضا اور ثواب کی نیت سے قیام کیا، اس کا دل اس دن نہیں مرے گا جس دن لوگوں کے دل مر جائیں گے (ترجمہ ختم)

عیدالفطر کی رات کے انعام کی رات ہونے کا مطلب یہ ہے کہ رمضان المبارک کی عبادت کا اجر وثواب اس رات میں طے کیا جاتا ہے، اور اللہ کے بندوں کو بطور انعام کے اجر وثواب سے نوازا جاتا ہے، اور اس رات میں عبادت کی بھی مذکورہ حدیث میں خاص فضیلت بیان کی گئی ہے، جس سے عیدالفطر کی رات یعنی چاند رات کی فضیلت معلوم ہوتی ہے۔

عیدالفطر کی رات میں عبادت کا اہتمام اور گناہوں سے پرہیز

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ فِيْ جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا قَامَ نِصْفَ اللَّيْلِ وَمَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فِيْ جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا صَلَّى اللَّيْلَ كُلَّهُ(مسلم، رقم الحديث 656)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا؛ آپ نے فرمایا کہ جس شخص نے عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کرلی تو گویا کہ اس نے آدھی رات کے قیام کا ثواب پالیا۔

اور جس نے صبح کی نماز بھی جماعت سے ادا کرلی تو گویا کہ اس نے پوری رات جاگ کر عبادت کرنے کا ثواب حاصل کرلیا(ترجمہ ختم)

مطلب یہ ہے کہ اس رات میں عبادت کا اہتمام اور فضولیات ولغویات سے بچنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

اور اگر یہ بھی نہ ہوسکے تو کم ازکم مرد حضرات کو عشا کی نماز باجماعت پڑھ کر سوجانا چاہئے، اور پھر صبح سویرے اٹھ کر فجر کی نماز باجماعت ادا کرنی چاہئے، اس طرح گویا کہ تمام رات عبادت کا ثواب بھی حاصل ہوجائے گا، اور گناہوں سے بھی بچت ہوجائے گی۔

CANNON PRIMAX PLUS
15 سالہ گارنٹی
051-5517039
0300-8559001
نذیر سنز
Cannon not selling a mattress but a good night sleep
418۔خان بلڈنگ بابو بازار، صدر راولپنڈی

جن دنوں میں روزہ رکھنا جائز نہیں؟

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَهٰى عَنْ صَوْمِ خَمْسَةِ أَيَّامٍ فِي السَّنَةِ: يَوْمِ الْفِطْرِ وَيَوْمِ النَّحْرِ وَثَلَاثَةِ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ (سنن الدارقطنی، رقم الحدیث 2409)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سال میں پانچ دنوں کا روزہ رکھنے سے منع فرمایا، ایک عیدالفطر کے دن کا، اور دوسرے عیدالاضحیٰ کے دن کا، اور تین دن ایامِ تشریق (یعنی گیارہ، بارہ، تیرہ ذی الحجہ) کا (ترجمہ ختم)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

أَلَا وَإِنَّ هٰذِهِ الْأَيَّامَ أَيَّامُ أَكْلٍ وَّشُرْبٍ وَذِكْرِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ (ابوداؤد، رقم الحدیث 2813)

ترجمہ: خبردار ہو جاؤ، یہ دن کھانے پینے اور اللہ عزوجل کے ذکر کے دن ہیں۔

مذکورہ اور اس جیسی احادیث کے پیشِ نظر فقہائے کرام نے فرمایا کہ سال میں ان پانچ دنوں کا روزہ رکھنا شرعاً جائز نہیں ہے، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ پانچ دن اللہ عزوجل کی طرف سے مسلمانوں کے لیے بطورِ انعام کے کھانے پینے اور اس کے نتیجے میں اللہ کا ذکر کرنے اور شکر ادا کرنے کے ہیں۔

نیو عباسی الیکٹرونکس

بااختیار ڈیلر
Dawlance
CORONA
UNITED

فریج، ڈیپ فریز، واشنگ مشین، جوسر، استری، گیزر، کچن کی تمام ورائٹی
بہترین ہوم سروس دی جاتی ہے

Deals in: All kind of Electric & Gas Appliances

شہناز پلازہ، چاندنی چوک، مری روڈ راولپنڈی۔فون: 051-4906381, 0321-5365458

آپ کے دینی مسائل کا حل　ادارہ

کعبہ کو دیکھنے کے وقت دعاء کا حکم (آٹھویں وآخری قسط)

درجِ ذیل مضمون میں طوالت کی وجہ سے بعض عربی عبارات کو حذف کردیا گیا ہے۔

(فصل نمبر4)......رؤیتِ کعبہ پر رفعِ یدین سے متعلق حنفیہ کا موقف

حنفیہ کے اصل اور راجح مذہب کے مطابق مسجدِ حرام میں داخل ہونے اور بیت اللہ کو دیکھنے کے وقت دعا تو مستحب ہے، جس طرح دوسری مساجد میں داخل ہوتے وقت دعا مستحب ہے، لیکن اس وقت دعا کے لیے ہاتھ اٹھانا مستحب نہیں، بلکہ امام طحاوی رحمہ اللہ کی تصریح کے مطابق مکروہ ہے۔

البتہ حنفیہ میں سے ''کرمانی'' اور ''بصروی'' وغیرہ نے بیت اللہ کو دیکھنے کے وقت ہاتھ اٹھا کر دعا کو مستحب قرار دیا ہے، مگر یہ قول، لفظِ ''قیل'' کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

البتہ بعد کے بعض مشائخِ حنفیہ نے پہلی مرتبہ بیت اللہ پر نظر پڑنے کے وقت ہاتھ اٹھانے کو مستحب قرار دیا ہے۔

لیکن پہلے زمانے میں بیت اللہ کو مسجدِ حرام میں داخل ہونے سے پہلے دیکھ لیا جاتا تھا، اس لیے اس دعا کے لیے مسجدِ حرام سے باہر توقف کرنے میں کوئی مانع نہیں تھا، برخلاف موجودہ دور کے کہ اب مسجدِ حرام میں دخول سے پہلے اس کی رؤیت مشکل ہوتی ہے، اور مسجدِ حرام میں دخول کے بعد اول کام تحیۃ یعنی طواف یا نماز ہے، اس کو ترک کر کے دعا کے لیے طویل توقف اس تحیۃ کو جو کہ منصوص ہے، فوت کرنے والا ہے۔

اس لیے موجودہ دور کے عوام کا طرزِ عمل نصوصِ سنت اور نصوصِ فقہ کے موافق نہیں۔

ذیل میں اس مسئلہ کے متعلق حنفیہ کی عبارات پیش کی جاتی ہیں، جبکہ بعض عبارات دوسرے باب کے شروع میں ذکر کی جاچکی ہیں۔

’’بدائعُ الصنائع ‘‘ کا حوالہ

علامہ ابوبکر بن مسعود کاسانی (المتوفی 587ہجری) ’’بدائع الصنائع‘‘ میں فرماتے ہیں:

’’اور افضل یہ ہے کہ باب بنی شیبہ سے داخل ہو، اور یہ دعا پڑھے:

”اللهم افتح لي أبواب رحمتك، وأعذني من الشيطان الرجيم“

اور جب بیتُ اللہ پر نظر پڑے، تو آہستہ آواز میں یہ دعا پڑھے:

”سبحان الله، والحمد لله، ولا إله إلا الله، والله أكبر، اللهم هذا بيتك، عظمته وشرفته وكرمته فزده تعظيما وتشريفا وتكريما“

اور حجرِ اسود سے ابتداء کرے، جب اس کے سامنے کھڑا ہو، تو تکبیر کہے، اور اپنے ہاتھ اس طرح سے اٹھائے، جس طرح سے نماز میں ہاتھ اٹھائے جاتے ہیں، لیکن اپنے کاندھوں تک اٹھائے، بوجہ اس کے کہ مکحول سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجدِ حرام میں داخل ہوکر، حجرِ اسود سے ابتداء کی، اس کے سامنے آکر تکبیر اور تہلیل کہی، اور ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ روایت کتاب الصلاۃ میں بیان کردی ہے کہ ہاتھ صرف سات مواقع پر اٹھائے جائیں گے، جن میں سے ایک موقع (ابتدائی) حجرِ اسود کے استلام کرنے کا ہے، جس کے بعد دونوں ہاتھ چھوڑ دے، پھر اگر ممکن ہو، تو حجرِ اسود کا استلام کرے، کسی کو تکلیف پہنچائے بغیر، اور افضل یہ ہے کہ حجرِ اسود کو بوسہ دے‘‘ (بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، ج۲، ص۱۴۶، کتاب الحج، فصل بیان سنن الحج وبیان الترتیب فی أفعاله)

مذکورہ عبارت میں بیت اللہ کو دیکھنے کے وقت مختصر دعا کا ذکر ہے، لیکن ہاتھ اٹھانے کا ذکر نہیں، البتہ اس کے بعد حجرِ اسود سے طواف کی ابتداء کرتے وقت نماز کی طرح ہاتھ اٹھانے کا ذکر ہے، اور اس کے لیے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کو مستدل بنایا گیا ہے، جس میں سات مواقع پر ہاتھ اٹھانے کا ذکر ہے۔

www.idaraghufran.org

امام طحاوی کے حوالہ سے حنفیہ کے موقف کے لیے یہی استدلال پہلے بھی مدلل انداز میں گزر چکا ہے۔

”الاختیار لتعلیل المختار“ کا حوالہ

عبداللہ بن محمود موصلی (المتوفی:683 ہجری) فرماتے ہیں:

پھر جب بیت اللہ کا معائنہ کرے، تو تکبیر اور تہلیل کہے، اور یہ کلمات مستحب ہیں:

”اللہ أکبر، اللہ أکبر، اللھم أنت السلام ومنک السلام، حینا ربنا بالسلام، وأدخلنا دار السلام، اللھم زد بیتک ھذا تشریفا ومھابة وتعظیما، اللھم تقبل توبتی وأقلنی عثرتی، واغفر لی خطیئتی یا حنان یا منان“

پھر حجرِ اسود سے ابتداء کرے، اس کی طرف رُخ کر کے کھڑا ہو، اور تکبیر کہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجدِ حرام میں داخل ہونے کے وقت اسی طرح سے عمل کیا تھا۔

اور اپنے دونوں ہاتھ نماز کی طرح اٹھائے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کی وجہ سے کہ ہاتھ سات مواقع پر ہی اٹھائے جائیں گے، جن میں سے ایک موقعہ حجرِ اسود کے استلام کے وقت کا ہے (الاختیار لتعلیل المختار، ج ا، ص ۱۴۶، کتاب الحج، فصل دخول مکة)

مذکورہ عبارت میں بھی بیت اللہ کو دیکھنے کے وقت مختصر دعاء واذکار کا تو ذکر ہے، لیکن اس موقع پر دعاء کے لیے ہاتھ اٹھانے کا ذکر نہیں، البتہ طواف کی ابتداء میں نماز شروع کرنے کی طرح ہاتھ اٹھانے کا ذکر ہے، اور اس کے لیے سات مواقع پر ہاتھ اٹھانے کی مشہور حدیث کو مستدل بنایا گیا ہے۔

”الجوھرة النیرة“ کا حوالہ

ابوبکر بن علی زبیدی (المتوفی800ہجری) فرماتے ہیں:

”جب بیت اللہ کو دیکھے، تو یہ دعاء پڑھے :

”لا إلہ إلا اللہ واللہ أکبر اللھم أنت السلام ومنک السلام وإلیک

یعود السلام فحینا ربنا بالسلام اللھم إیمانا بک وتصدیقا بکتابک ووفاء بعھدک واتباعا لسنة نبیک محمد -علیہ الصلاۃ والسلام“

اور بیت اللہ کو دیکھنے کے وقت دعاء قبول کی جاتی ہے، پھر حجرِ اسود سے طواف کی ابتداء کرے، اس کے سامنے کھڑا ہو، اور تکبیر و تہلیل کہے، اور حجرِ اسود کی طرف جاتے ہوئے یہ کہے:

”لا إلہ إلا اللہ وحدہ لا شریک لہ صدق وعدہ ونصر عبدہ وھزم الأحزاب وحدہ “

اس کے علاوہ بھی دعائیں ہیں، اور اپنے ہاتھ اٹھائے ، اور یہاں ہاتھ اٹھانا سات مشہور مواقع میں سے ہے، اور اپنی ہتھیلیوں کا اندرونی حصہ حجرِ اسود کی طرف کرے، اور حجرِ اسود کا استلام کرے، اور استلام کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے دونوں ہاتھ حجرِ اسود پر رکھے، اور ان کے درمیان میں اپنا منہ رکھ کر حجرِ اسود کی تقبیل کرے، اگر اس کی استطاعت ہو، ورنہ اس کی طرف اپنی ہتھیلیاں کرکے ان کی تقبیل کرے“(الجوھرۃ النیرۃ، ج ۱، ص ۱۵۳، کتاب الحج)

اس عبارت میں بھی بیت اللہ کو دیکھنے کے وقت مختصر دعاء کا ذکر ہے، لیکن دعاء کے لیے ہاتھ اٹھانے کا ذکر نہیں، البتہ طواف کی ابتدا کے وقت نماز کی طرح ہاتھ اٹھانے کا ذکر ہے، جس کے لیے سات مواقع پر ہاتھ اٹھانے کی مشہور حدیث کا حوالہ دیا گیا ہے۔

اور مذکورہ عبارت میں جو رؤیتِ کعبہ کے وقت دعاء کے قبول ہونے کا ذکر کیا گیا ہے، اس سے متعلق کلام فصل نمبر 1 میں گزر چکا ہے۔

”الھدایة“ کا حوالہ

علی بن ابی بکر مرغینانی (المتوفی 593ہجری) ”بدایة“ کی شرح ”الھدایة“ میں فرماتے ہیں:

”اور جب بیت اللہ کا معائنہ کرے، تو تکبیر اور تہلیل کہے، حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب بیت اللہ کی زیارت کرتے تھے، تو اللہ کا نام لے کر تکبیر کہتے تھے، اور امام محمد

رحمہ اللہ نے کتاب الاصل میں حج کے مواقع کے لیے کوئی دعا متعین نہیں کی، کیونکہ متعین کرنے سے دل کی رقّت چلی جاتی ہے، اور اگر منقول (وماثور) دعاؤں سے برکت حاصل کرے، تو اچھی بات ہے۔ پھر حجرِ اسود سے ابتداء کرے، اس کی طرف رُخ کرے، اور تکبیر اور تہلیل کہے، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ مروی ہے کہ مسجد میں داخل ہونے کے بعد حجرِ اسود سے ابتداء کی، اور اس کے سامنے کھڑے ہوئے، اور تکبیر اور تہلیل کہی، اس کے بعد اپنے ہاتھوں کو اٹھائے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کی وجہ سے کہ ہاتھ صرف سات مواقع پر ہی اٹھائے جائیں گے، ان میں سے حجرِ اسود کے (ابتدائی) استلام کے وقت کا بھی ذکر کیا'' (الھـدایۃ، ج ۱، ص ۱۳۷، کتاب الحج، باب الإحرام)

صاحبِ ہدایہ نے بھی بیت اللہ کو دیکھنے کے وقت تکبیر و تہلیل کا ذکر کیا، لیکن ہاتھ اٹھانے کی تصریح نہیں کی، اور طواف کے آغاز پر نماز کی طرح ہاتھ اٹھانے کا ذکر کیا، اور اس کی دلیل میں سات مواقع پر ہاتھ اٹھانے کی حدیث کو مستدل بنایا۔

ساتھ ہی صاحبِ ہدایہ نے یہ بھی واضح کر دیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجدِ حرام میں داخل ہونے کے بعد سب سے پہلا کام طواف کا کیا تھا، دعا غیرہ کے لیے توقف نہیں کیا تھا، جیسا کہ آج کل بہت سے لوگ کرنے لگے ہیں۔

''فتحُ القدیر'' کا حوالہ

بعض متاخرین نے بیت اللہ کو دیکھ کر ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے کے مستحب ہونے کی نسبت علامہ ابنِ ہمام کی طرف کی ہے، جس سے ہمیں اتفاق نہ ہوسکا، اس کی تفصیل ملاحظہ فرمایے۔

کمال الدین، ابنِ ہمام (المتوفیٰ 861ہجری) ہدایہ کی شرح ''فتح القدیر'' میں فرماتے ہیں:

''اور مستحب ہے کہ مسجدِ حرام کے بابِ بنی شیبہ سے داخل ہو، جس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے تھے، اور جب بیت اللہ کا معائنہ کرے، تو تین دفعہ تکبیر اور تہلیل کہے،

اور جو چاہے دعا کرے۔اور حضرت عطاء سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ کی زیارت کے وقت یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

”أعوذ برب البيت من الكفر والفقر، ومن ضيق الصدر، وعذاب القبر“

اور (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے ہاتھ اٹھاتے تھے۔

اور اہم دعاؤں میں سے جنت کو بغیر حساب کے طلب کرنا بھی ہے، کیونکہ بیت اللہ کو دیکھنے کے وقت دعا قبول کی جاتی ہے (اس کی تفصیل فصل نمبر 1 میں گزر چکی ہے) اور امام محمد رحمہ اللہ نے حج کے مواقع پر کوئی دعا متعین نہیں فرمائی، کیونکہ اس کے متعین کرنے سے دل کی رقت چلی جاتی ہے، کیونکہ وہ یاد کی ہوئی چیز کا رٹہ لگانے والی بات ہو جاتی ہے۔ بلکہ جو مناسب سمجھے وہ دعا کرے، اور جو چاہے، اللہ کا ذکر کرے، تضرّع اور عاجزی کے ساتھ، البتہ اگر منقول و ماثور دعاؤں سے برکت حاصل کرے، تو زیادہ اچھا ہے، جن میں سے چند ایک کا ان شاء اللہ تعالیٰ ہم اپنے مواقع پر ذکر کریں گے۔

بیہقی نے سعید بن مسیّب کی سند سے روایت کیا ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ایک کلمہ ایسا سنا ہے کہ لوگوں میں کوئی ایسا شخص باقی نہیں رہا کہ جس نے اس کو میرے علاوہ سنا ہو، میں نے بیت اللہ کو دیکھتے وقت ان کو یہ پڑھتے ہوئے سنا:

”اللهم أنت السلام ومنك السلام فحينا ربنا بالسلام“

اور امام شافعی نے ابن جریج کی سند سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت اللہ کو دیکھتے تھے، تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کرتے تھے:

”اللهم زد هذا البيت تشريفا وتعظيما وتكريما ومهابة، وزد من شرفه وكرمه ممن حجه أو اعتمره تشريفا وتعظيما وتكريما وبرا“

اور واقدی نے موصولاً روایت کیا ہے کہ مجھ سے ابن ابی سبرۃ نے حدیث بیان کی، موسیٰ بن سعید کی سند سے، انہوں نے عکرمہ سے، انہوں نے ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے کہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں مقامِ کدیٰ سے دن کے وقت میں داخل ہوئے، پھر جب بیت اللہ کو دیکھا، تو یہ دعا کی، آخر حدیث تک۔

اس حدیث میں رفعِ یدین کا ذکر نہیں پایا جاتا‘‘(فتح القدیر، ج۲، ص ۴۴۸، کتاب الحج، باب الاحرام)

پھر مذکورہ عبارت کے ایک صفحہ بعد علامہ ابنِ ہمام نے ’’فتح القدیر‘‘ ہی میں فرمایا کہ:

(قوله ويرفع يديه) يعني عند التكبير لافتتاح الطواف (لقوله -عليه الصلاة والسلام :-لا ترفع الأيدى إلا في سبعة مواطن) تقدم في الصلاة. وليس فيه استلام الحجر ويمكن أن يلحق بقياس الشبه لا العلة(فتح القدیر، ج۲، ص ۴۴۹، کتاب الحج، باب الاحرام)

ترجمہ: اور طواف شروع کرنے کے لیے تکبیر کہتے وقت اپنے ہاتھ اٹھائے گا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کی وجہ سے کہ ہاتھ سات مواقع میں اٹھائے جائیں گے، جس کا کتابُ الصلاۃ میں ذکر گزر چکا ہے۔ اور اس روایت میں حجرِ اسود کے استلام کا ذکر نہیں (رؤیتِ بیتُ اللہ یا استقبالِ بیتُ اللہ کا ذکر ہے، جس سے طواف کی ابتداء مراد ہے) البتہ یہ ممکن ہے کہ اس (حجرِ اسود کے استلام کے وقت ہاتھ اٹھانے) کو قیاسِ شبہ کی وجہ سے لاحق کر لیا جائے، نہ کہ علت کی وجہ سے (فتح القدیر)

فتح القدیر کی مذکورہ عبارت میں حضرت عطاء کی وہ روایت جس میں رفعِ یدین کا ذکر ہے، اس کا ہمیں کتبِ حدیث میں کہیں سراغ نہیں ملا۔

یہی وجہ ہے کہ فتح القدیر کی درجِ ذیل عبارت:

”وعن عطاء أنه -عليه الصلاة والسلام -كان يقول إذا لقى البيت أعوذ برب البيت من الكفر والفقر، ومن ضيق الصدر، وعذاب القبر، ويرفع يديه“

کے ذیل میں فتح القدیر کی تعلیق و تخریج کرنے والے ’’الشيخ عبدالرزاق غالب المهدى ‘‘ ’’يرفع يديه‘‘ کے حاشیہ پر لکھتے ہیں:

www.idaraghufran.org

مرسل عطاء هذا، لم أره، لم يذكره الزيلعي ولا البيهقي مع ان البيهقي عقد فصلاً في القول عند رؤية البيت (حاشية فتح القدير، ج۲،ص۴۵۷، كتاب الحج، باب الاحرام، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت لبنان)

ترجمہ:''حضرت عطاء کی اس مرسل حدیث کو میں نے نہیں پایا، نہ تو اس کا زیلعی نے ذکر کیا، اور نہ ہی بیہقی نے، باوجودیکہ بیہقی نے''بیتُ اللہ کو دیکھنے کے وقت قول'' کا مستقل باب بھی قائم کیا ہے''

اور جب حضرت عطاء کی مذکورہ مرسل حدیث میں رؤیتِ بیت اللہ کے وقت رفعِ یدین کا ذکر باسند طریقہ پر نہیں ملتا، تو اس سے کسی کا استدلال بھی درست نہ ہوگا۔

جہاں تک ''واقدی'' کی حدیث کا تعلق ہے، تو اولاً تو علامہ ابنِ ہمام کا اس روایت کے متعلق یہ فرمانا کہ:

''ولم يذكر فيه رفع اليدين''

ہی واقعہ کے مطابق نہیں، کیونکہ ''واقدی'' کی اس روایت میں ''رفعِ یدین'' کا ذکر پایا جاتا ہے، جس کو ہم گزشتہ باب میں ذکر کر چکے ہیں۔ [1]

دوسرے اس روایت کے راوی خود ''واقدی'' پر اور پھر اس روایت میں مذکور ان کے شیخ ''ابنِ ابی سبرۃ'' پر محدثین نے سخت جرح کی ہے، جس کی وجہ سے یہ روایت نہ تو قابلِ استدلال ہے، اور نہ ہی دوسری کسی روایت کی شاہد ومؤید بننے کی صلاحیت رکھتی ہے، جس کی تفصیل پہلے باب میں گزر چکی ہے۔

(ملاحظہ ہو:مجمع الزوائد، رقم الحديث ۸۱۹۹، ج۵،ص ۷۲،باب ما جاء في الخمر ومن يشربها،ورقم الحديث ۱۳۲۵، ج۱،ص ۲۵۲،باب ترك الوضوء مما مست النار،تقريب التهذيب لابن حجر،تحت رقم الترجمة ۶۱۷۵، ص۴۹۸،حرف الميم،ذكر من اسمه محمد،تاريخ الإسلام،للذهبي،تحت رقم الترجمة ۳۳۴،ج۵،ص ۱۸۲،حرف الميم،تقريب التهذيب، تحت رقم الترجمة ۷۹۷۳،ص ۱۲۳)

بہرحال مذکورہ تفصیل سے اتنی بات واضح ہے کہ علامہ ابنِ ہمام نے مذکورہ عبارت میں خود سے بیتُ

---

[1] قال :فحدثني ابن أبي سبرة، عن موسى بن سعد، عن عكرمة، عن ابن عباس رضى الله عنه، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم دخل مكة نهارا من كدى على راحلته القصواء إلى الأبطح، حتى دخل من أعلى مكة حتى انتهى إلى الباب الذى يقال له باب بني شيبة .فلما رأى البيت رفع يديه، فوقع زمام ناقته فأخذه بشماله .قالوا :ثم قال حين رأى البيت:اللهم زد هذا البيت تشريفا وتعظيما وتكريما ومهابة وبرا !(المغازى، لعبد الله، الواقدى، ج۳،ص۱۰۹۷ ،حجة الوداع)

اللہ کو دیکھنے کے وقت ہاتھ اٹھانے کا حکم نہیں لگایا، بلکہ انہوں نے ایک تو حضرت عطاء کی مرسل حدیث کے الفاظ کے ضمن میں رفعِ یدین کو نقل کیا، دراں حالیکہ اس روایت کا کتبِ حدیث میں باسند طریقہ پر ذکر نہیں ملتا، دوسرے انہوں نے ''واقدی'' کی جو روایت ذکر کی، اس میں ''رفعِ یدین'' کا ذکر پایا جاتا ہے، جب کہ علامہ ابنِ ہمام کی فتح القدیر میں مذکورہ عبارت سے اس کے خلاف مفہوم ہوتا ہے، اور وہ روایت بھی نا قابلِ استدلال ہے، تیسرے انہوں نے بیہقی کے حوالہ سے ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کی ایک روایت صرف نقل کی، اس روایت پر نہ حنفیہ کا عمل بتایا، اور نہ خود اس پر عمل کو ترجیح دی۔

اس لیے بعض حضرات کی طرف سے علامہ ابنِ ہمام کے متعلق یہ رائے کہ:

''انہوں نے بیت اللہ کے دیکھنے کے وقت رفعِ یدین کرنے کے موقف کو اختیار کیا ہے''۔

ہمیں مذکورہ تفصیل کے پیشِ نظر اس رائے سے اتفاق نہیں ہوسکا، اور آخری درجہ میں علامہ ابنِ ہمام نے جس دعا کے الفاظ ذکر کیے، وہ دعاء بہت مختصر ہے، جس کو پڑھنے کے لئے ٹھہرنا ضروری نہیں، اور نہ ہی اس میں بیت اللہ پر پہلی مرتبہ نظر پڑنے کی قید ہے۔

جہاں تک علامہ ابنِ ہمام کی اس بات کا تعلق ہے کہ مشہور روایت میں سات مواقع پر ہاتھ اٹھانے میں طواف کے ہر چکر پر حجرِ اسود کے استلام کے وقت ہاتھ اٹھانے کا ذکر نہیں ہے، تو اس کو قیاسِ شبہ کی وجہ سے لاحق کیا جائے گا، نہ کہ علت کی وجہ سے۔

تو اس سلسلہ میں عرض ہے کہ حنفیہ کی طرف سے سات مواقع والی مشہور روایت سے طواف کے افتتاح کا رفع یدین مراد لینے کی صورت میں کوئی شبہ لازم نہیں آتا۔

کیونکہ حجرِ اسود کے لیے اصل حکم تقبیل کا ہے، اور اگر اس پر قدرت نہ ہو، تو اس کے عوض میں استلام یا اشارہ کو مقرر کیا گیا ہے، تو حجرِ اسود کے استلام میں رفع یدین خود سے مقصود نہیں کہ بحیثیتِ رفعِ یدین اس کا ثبوت ضروری ہو، بلکہ تقبیل کے بدل کے طور پر اس کی طرف اشارہ کا ثبوت کافی ہے۔

اور جن حضرات نے سات مواقع والی مشہور روایت میں مذکور رفع یدین عند رؤیۃ البیت سے طواف کے وقت حجرِ اسود کے استلام کا مراد ہونا سمجھا ہے، جو طواف کے ہر چکر میں کیا جاتا ہے، یہ بظاہر غلط

فہمی پر مبنی ہے، کیونکہ حنفیہ نے تو اس روایت سے طواف کے آغاز والا نماز کی طرح کا رفع یدین مراد لیا، اور غیر حنفیہ (جو طواف کے آغاز پر رفع یدین کے قائل نہیں) نے مسجدِ حرام میں داخل ہوتے وقت بیتُ اللہ کو دیکھنے کے وقت دعاء کی طرح رفع یدین مراد لیا۔

استلام والا رفعِ یدین، ان میں سے کسی نے بھی مراد نہیں لیا۔ [1]

”شرحُ النقایة“ کا حوالہ

ملا علی قاری رحمہ اللہ نے ”شرحُ النقایة“ میں فرمایا کہ:

”اور مستحب ہے کہ مسجدِ حرام میں باب السلام سے داخل ہو، اس لیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس دروازہ سے داخل ہوئے، اور داخل ہوتے وقت اپنا دایاں پاؤں پہلے رکھے، اور یہ دعا پڑھے:

”بسم الله، والحمد لله، والصلاة والسلام على رسول الله، اللهم اغفر لي ذنوبي، وافتح لي أبواب رحمتك“

اور جس وقت بیت اللہ کو دیکھے، تو اللہ کی تکبیر کہے، اور اپنے دل میں اس بقعہ کی عظمت کا استحضار کرے، اور توحید کی تجدید کے لیے تہلیل کہے، اور دعا کرے، کیونکہ بیت اللہ کو دیکھنے کے وقت دعا قبول کی جاتی ہے۔ [2]

اور امام شافعی نے سعید بن جبیر سے ابن جریج کی سند سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت اللہ کو دیکھتے تھے، تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کرتے تھے:

”اللهم زد هذا البيت تشريفا وتعظيما وتكريما ومهابة، وزد من شرفه

---

[1] البتہ پہلے باب کی تیسری فصل میں حضرت ابنِ عمر کی روایت میں حجرِ اسود کے استلام کا ذکر بیت اللہ کے استقبال سے الگ کیا گیا ہے، جس سے حجرِ اسود پر رفعِ یدین کے لیے استدلال ممکن ہے، لیکن اولاً تو یہ مشہور روایات کے خلاف ہے، دوسرے اس کی سند بھی ضعیف ہے، جیسا کہ اپنے مقام پر گزرا۔

[2] مذکورہ عبارت میں بھی بیتُ اللہ دیکھنے کے وقت اس کی عظمت کا ذکر کیا گیا ہے، اور اس کی عظمت کی وجہ سے ہی تکبیر و تہلیل اور دعا کا حکم ہے، کسی کے نزدیک رفع یدین کے ساتھ اور کسی کے نزدیک بغیر رفع یدین کے، اور بعض حضرات کا عظمت کی وجہ سے نماز شروع کرنے کی طرح کا رفع یدین مراد لینا غلط فہمی پر مبنی ہے، جیسا کہ پہلے تفصیلاً گزرا، اور بیتُ اللہ کو دیکھتے وقت دعاء کی قبولیت پر بھی تفصیلاً پہلے کلام گزر چکا ہے۔ محمد رضوان۔

www.idaraghufran.org

وكرمه ممن حجه أو اعتمره تشريفا وتعظيما وتكريما وبرا“
اور حضرت عطاء سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ کی زیارت کے وقت یہ دعا کرتے تھے:

”أعوذ برب البيت من الكفر والفقر وضيق الصدر وعذاب القبر“
اس کو ابنِ ہمام نے ذکر کیا ہے۔

اور مسجدِ حرام میں داخل ہونے کے وقت یہ دعا پڑھنا مستحسن ہے:

”اللهم أنت السلام، ومنك السلام، وإليك يرجع السلام، حينا ربنا بالسلام، وأدخلنا دارك دار السلام، تباركت ربنا وتعاليت، يا ذا الجلال والإكرام“
جیسا کہ بیہقی نے اپنی سند سے سعید بن مسیّب سے روایت کیا ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ایک کلمہ ایسا سنا ہے کہ لوگوں میں کوئی ایسا شخص باقی نہیں رہا کہ جس نے اس کو میرے علاوہ سنا ہو، میں نے بیت اللہ کو دیکھتے وقت ان کو یہ پڑھتے ہوئے سنا:

”اللهم أنت السلام، إلى آخره“

(اور چند سطروں کے بعد ہے کہ) اور طواف کے شروع میں تہلیل کرتے ہوئے اپنے ہاتھ اٹھائے کندھوں تک، یا کانوں تک ہتھیلیوں کا اندرونی حصہ قبلہ کی طرف کرتے ہوئے، نماز کی طرح طواف شروع کرنے کی نیت کرتے ہوئے“ (شرح النقاية،لعلی بن سلطان محمد القاری، ج ۲، ص ۲۹۴، أفعال الحج)

ملا علی قاری رحمہ اللہ کی مذکورہ عبارت میں پہلے تو بیتُ اللہ کو دیکھنے کے وقت دعاء کا ذکر ہے، لیکن ہاتھ اٹھانے کا ذکر نہیں، پھر امام شافعی کی ابنِ جریج سے مروی مرسل حدیث کا ذکر ہے۔

اور آخر میں طواف شروع کرتے وقت نماز کی طرح ہاتھ اٹھانے کا ذکر ہے۔

امام شافعی کی مرسل حدیث سے مقصود حنفیہ کے نزدیک ہاتھ اٹھانے کے موقف کو ثابت کرنا نہیں ہے، جیسا کہ فتح القدیر کی عبارت کے ضمن میں ذکر کیا گیا۔

یہی وجہ ہے کہ ملا علی قاری نے شرحُ اللباب میں اس کے متعلق خود حنفیہ کا موقف واضح کردیا ہے، جو کافی وافی ہے، اور اس کا ذکر آگے آتا ہے۔

’’الدرُّ المختار‘‘ اور ’’ردُّ المحتار‘‘ کا حوالہ

علامہ علاؤ الدین حصکفی (المتوفیٰ: 1088 ہجری) نے ’’الدر المختار‘‘ میں مسجدِ حرام میں داخل ہونے کے بعد بیتُ اللہ پر نظر پڑنے کے وقت تکبیر اور تہلیل کہنے کا ذکر کیا ہے، پھر طواف سے آغاز کا ذکر کرتے ہوئے طواف کے آغاز میں نماز کی طرح ہاتھ اٹھانے کا، اور پھر حجرِ اسود کے استلام کا ذکر کیا ہے۔

انہوں نے بیتُ اللہ کو دیکھنے کے وقت ہاتھ اٹھا کر دعاء کرنے کا ذکر نہیں کیا۔ [1]

پھر مذکورہ عبارت کی شرح کرتے ہوئے علامہ ابنِ عابدین شامی (المتوفیٰ: 1252 ہجری) نے بھی بیتُ اللہ کو دیکھنے کے وقت تکبیر اور تہلیل وغیرہ کہنے کا ذکر کیا ہے، جس کے بعد ’’تنبیہ‘‘ کا عنوان قائم کرکے علامہ ابنِ عابدین شامی نے ’’لباب‘‘ سے نقل کیا ہے کہ بیتُ اللہ کے دیکھنے کے وقت اپنے ہاتھ نہ اٹھائے، اور کہا گیا ہے کہ ہاتھ اٹھائے، اور ملا علی قاری نے ’’شرحُ اللباب‘‘ میں فرمایا کہ دعاء کی حالت میں ہاتھ نہ اٹھائے، کیونکہ ہمارے اصحاب کی مشہور کتب میں اس کا ذکر نہیں، بلکہ سروجی نے فرمایا کہ حنفیہ کا اصل مذہب ہاتھ نہ اٹھانا ہے، اور امام طحاوی نے تصریح کی ہے کہ ہمارے تینوں ائمہ کے نزدیک بیتُ اللہ کو دیکھنے کے وقت ہاتھ اٹھانا مکروہ ہے۔

(ملاحظہ ہو: رد المحتار علی الدر المختار، ج۲، ص۴۹۲، کتاب الحج، مطلب فی دخول مکة)

اس کے علاوہ علامہ حصکفی اور علامہ ابنِ عابدین نے نماز کے باب میں بھی بیتُ اللہ کے طواف کے آغاز پر ہاتھ اٹھانے کا ذکر کیا ہے، اور اس کا مستدل سات مواقع پر ہاتھ اٹھانے کی مشہور روایت کو بنایا ہے۔

---

[1] (وإذا دخل مكة بدأ بالمسجد) الحرام بعدما يأمن على أمتعته داخلا من باب السلام نهارا ندبا ملبيا متواضعا خاشعا ملاحظا جلالة البقعة ويسن الغسل لدخولها وهو للنظافة فيجب لحائض ونفساء (وحين شاهد البيت كبر) ثلاثا ومعناه الله أكبر من الكعبة (وهلل) لئلا يقع نوع شرك (ثم) ابتدأ بالطواف لأنه تحية البيت ما لم يخف فوت المكتوبة أو جماعتها أو الوتر أو سنة راتبة فاستقبل (الحجر مكبرا مهللا رافعا يديه) كالصلاة (واستلمه) بكفيه وقبله بلا صوت (الدر المختار، مع رد المحتار، ج۲، ص۴۹۲ و۴۹۳، كتاب الحج)

www.idaraghufran.org

(ملاحظہ ہو:الدر المختار مع ردالمحتار، ج ۱، ص ۵۴۵، رد المحتار علی الدر المختار، ج ۱، ص ۵۰۷، کتاب الصلاۃ)

جس سے معلوم ہوا کہ علامہ حصکفی اورابنِ عابدین شامی بھی حنفیہ کے اسی موقف کے قائل ہیں۔

’’لباب ‘‘اوراس کی شرح کا حوالہ

لُباب اوراس کی شرح کا جوحوالہ کئی بار پیچھے گزرا،اب وہ عبارت ملاحظہ فرمائیے۔

ملاّ علی قاری (المتوفی:۱۰۱۴،ہجری)اپنی’’مناسک‘‘یعنی’’شرح لباب المناسک‘‘میں فرماتے ہیں:

’’اوربیت اللہ کودیکھنے کے وقت اپنے ہاتھ نہیں اٹھائے گا،یعنی اگرچہ دعا کی حالت ہو،کیونکہ اصحابِ حنفیہ کی مشہورکتابوں میں بیت اللہ کودیکھنے کے وقت ہاتھ اٹھانے کا ذکر نہیں پایا جاتا،جیسا کہ قدوری اورہدایہ اورکافی اور بدائع میں، بلکہ سروجی نے فرمایا کہ حنفیہ کا مذہب ہاتھ نہ اٹھانا ہے،اوراسی کی صاحبِ لباب نے تصریح کی ہے،اورامام طحاوی کا شرح معانی الآثار میں کلام اس بارے میں صریح ہے کہ امام ابوحنیفہ اورامام ابویوسف اورامام محمد کے نزدیک ہاتھ اٹھانا مکروہ ہے،اورامام طحاوی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ یہ یہودیوں کا فعل ہے۔

اورکہا گیا ہے کہ بیت اللہ کے دیکھنے کے وقت اپنے ہاتھ اٹھائے گا،جیسا کہ اس کا امام کرمانی نے ذکرکیا ہے،اوربصروی نے اس کومستحب قراردیا ہے،ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں حضرات نے مطلق آدابِ دعا پراعتماد کیا ہے،لیکن مختلف احوال میں سنت کی اتباع کی جاتی ہے،کیا آپ نہیں دیکھتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف میں دعا کی،لیکن اس وقت میں اپنے ہاتھ نہیں اٹھائے‘‘(مناسکِ ملّا علی القاری، ص ۱۲۸، باب دخول مکۃ، مطبوعۃ: ادارۃ القرآن کراتشی، الطبعۃ الاولیٰ، 1417ھ)

مذکورہ عبارت سے معلوم ہوا کہ ملاعلی قاری کی اپنی تصریح کے مطابق بھی حنفیہ کا اصل مذہب یہی ہے کہ بیت اللہ کودیکھنے کے وقت دعا کرنے کی حالت میں ہاتھ اٹھانا مستحب نہیں،اسی وجہ سے حنفیہ

www.idaraghufran.org

کی مشہور کتبِ فقہ میں اس کا ذکر نہیں پایا جاتا۔

مخدوم محمد ہاشم سندھی کا حوالہ

مخدوم محمد ہاشم صاحب سندھی (المتوفی ۱۱۷۴، ہجری) ''حیاتُ القلوب'' میں لکھتے ہیں:

دست نہ بردارد در وقت رؤیتِ بیتُ اللہ و نہ در وقت دعا خواستن دراں زماں، بلکہ رفع یدین دریں وقت مکروہ است، نزدِ ابی حنیفۃ وصاحبیہ کما صرح بہ الطحاوی، زیرا کہ وارد نہ شدہ است رفع یدین دریں وقت، بلکہ نقل کردہ شدہ است از حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہ ایں فعلِ یہود ست، ولہٰذا علامہ سروجی در شرح ہدایہ گفتہ کہ مذہب، ترک اوست، پس معلوم شد کہ آنچہ کرمانی در منسکِ خود نقل نمودست از استحباب رفع یدین در وقت رؤیتِ بیت آں خلافِ مذہب است (ماخوذ از: معلم الحجاج، حاشیہ، ص ۱۱۸، مسجدِ حرام میں داخل ہونے کے آداب، ناشر: ادارہ اسلامیات لاہور)

ترجمہ: ہاتھ نہ اٹھائے جائیں، بیت اللہ شریف کی رویت کے وقت اور نہ دعا مانگنے کے وقت، بلکہ اس وقت رفع یدین کرنا مکروہ ہے، امام ابوحنیفہ اور صاحبین کے نزدیک، جیسا کہ امام طحاوی نے تصریح فرمائی ہے، کیونکہ اس وقت میں رفع یدین کرنا وارد نہیں ہوا، بلکہ منقول ہے حضرت جابر سے کہ یہ فعل یہودیوں کا ہے، اسی وجہ سے علامہ سروجی نے شرح ہدایہ میں کہا ہے کہ (حنفیہ کا) مذہب یہ ہے کہ ہاتھ نہ اٹھائے جائیں، پس معلوم ہوا کہ جو کرمانی نے اپنے مناسک میں بیت اللہ شریف کی رویت کے وقت رفع یدین کرنے کا استحباب نقل کیا ہے، وہ مذہبِ (حنفیہ) کے خلاف ہے (حیات القلوب)

فائدہ: مخدوم ہاشم سندھی صاحب نے بھی مذکورہ عبارت میں ''شرحُ اللباب'' کی طرح حنفیہ کے اصل مذہب کو منقح کیا ہے۔

ہم حنفیہ کا اصل بلکہ راجح مذہب بھی یہی سمجھتے ہیں، جو مذکورہ عبارت میں مذکور ہے۔

www.idaraghufran.org

اور ہم نے اپنی تالیف ’’مناسکِ حج کے فضائل واحکام‘‘ میں حنفیہ کا راجح مذہب، یہی ذکر کیا ہے، جس کا مستفتی نے حوالہ دیا ہے، اس میں کوئی شبہ والی بات نہیں۔ واللہ اعلم۔

مولانا شیر محمد سندھی کا حوالہ

مولانا شیر محمد سندھی صاحب مہاجر مدنی ’’زبدۃُ المناسک‘‘ کی شرح ’’**عمدة المناسک**‘‘ میں فرماتے ہیں:

> رویتِ بیت اللہ شریف کے وقت دعا میں ہاتھ اٹھانے میں ہمارے حنفیوں میں اختلاف ہے، مخدوم محمد ہاشم صاحب نے ’’حیات القلوب‘‘ میں فرمایا ہے کہ ہاتھ نہ اٹھائے جائیں، بیت اللہ شریف کی رویت کے وقت اور نہ دعا مانگنے کے وقت، بلکہ رفع یدین کرنا اس وقت میں وارد نہیں ہوا، نقل ہے حضرت جابر سے کہ یہ فعل یہودیوں کا ہے، لہٰذا علامہ سروجی نے شرح ہدایہ میں کہا ہے کہ مذہب یہ ہے کہ ہاتھ نہ اٹھائے جائیں، پس معلوم ہوا کہ جو کرمانی نے اپنے مناسک میں بیت اللہ شریف کی رویت کے وقت رفع یدین کرنے کا استحباب نقل کیا ہے، وہ مذہب کے خلاف ہے، انتھیٰ (حیات)
>
> اسی طرح مولانا رحمت اللہ سندھی کے منسک الکبیر اور متوسط میں ہے، اور ملا علی قاری نے شرح (لباب) میں لکھا ہے کہ کرمانی اور بصروی کا مستحب لکھنا، مطلق دعا پر قیاس کرنے کی وجہ سے ہے، لیکن سنت کی متابعت یہ ہے کہ جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہاتھ اٹھانا ثابت ہے، وہاں ہاتھ اٹھائے، اور جہاں نہیں ثابت ہے، وہاں نہ اٹھانے چاہئیں، حضرت مولانا خلیل احمد قدس سرہ مہاجر مدنی نے بذل المجہود میں اس کی تحقیق فرمائی ہے، اور چونکہ مسئلہ اختلافی ہے، اس لیے اقوال کو جمع فرمایا ہے (عمدۃ المناسک مع زبدۃ المناسک، ص ۱۱۰، مکہ معظمہ میں داخل ہونے کا بیان، ناشر: ایچ، ایم، سعید کمپنی، کراچی)

مولانا شیر محمد سندھی صاحب نے حیات القلوب سے جو کچھ نقل کیا، حنفیہ کا اصل مذہب وہی ہے، اور کرمانی وغیرہ کا قول اصل مذہب حنفیہ کے خلاف ہے۔

مولانا مفتی سعید احمد کا حوالہ

مولانا مفتی سعید احمد صاحب ''معلمُ الحجاج'' کے حاشیہ میں بحث کے بعد میں فرماتے ہیں:

فالراجح عندی ان یدعو بھٰذا الدعاء رافعاً یدیہ عند رؤیۃ البیت اوّل مــرۃ .فـقـط. (معلم الحجاج،حاشیۃ،ص۱۱۹،مسجدِ حرام میں داخل ہونے کے آداب،ناشر:ادارہ اسلامیات لاہور)

ترجمہ: پس میرے نزدیک راجح یہ ہے کہ بیت اللہ کو فقط پہلی مرتبہ دیکھنے کے وقت دعا کرتے ہوئے ہاتھ اٹھائے جائیں (معلم الحجاج)

ہمیں مولانا مفتی سعید احمد صاحب کی ترجیح سے اختلاف نہیں،لیکن اصل سوال یہ ہے کہ حنفیہ کا اصل مذہب کیا ہے،اور کیا اول مرۃ پر ہاتھ اٹھانے کے مستحب ہونے کا مذہب،حنفیہ،شافعیہ،حنابلہ،مالکیہ ائمہ متبوعین میں سے کسی کا ہے؟

ہمیں مذکورہ ائمہ متبوعین میں سے کسی کا یہ مذہب نہیں ملا۔

مزید براں اول مرۃ کا مجمل حکم بھی توضیح طلب ہے،اوراس کی کسی معتبر حدیث وروایت سے تائید بھی نہیں ملتی، بلکہ بعض روایات میں مخصوص دعاؤں کے بیت اللہ پر نظر پڑنے کے بجائے مسجدِ حرام میں داخل ہوتے وقت پڑھنے کا ذکر آیا ہے۔

اور دخول کی قید سے اتنی بات تقریباً واضح ہوجاتی ہے کہ اول مرۃ سے،مسجدِ حرام میں داخل ہونے کا وقت مراد ہے،لہٰذا جب جب بھی کوئی مسجدِ حرام میں داخل ہو،اور بیتُ اللہ پر پہلی مرتبہ نظر پڑے،تو وہ اول مرۃ کا مصداق ہوگا،اور مذکورہ موقف کی رو سے اس وقت ہاتھ اُٹھانا مستحب ہوگا،اور ایک مرتبہ مسجدِ حرام میں داخل ہونے کے بعد مسجدِ حرام سے باہر نکلنے سے پہلے جب بیتُ اللہ پر نظر پڑے،اس وقت دعا تو مستحب ہوگی،لیکن ہاتھ اُٹھانا مستحب نہ ہوگا۔

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ بعض فقہائے کرام نے بیتُ اللہ کو دیکھ کر دعاء کا مسئلہ طواف سے پہلے بیان کیا ہے،جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ دعاء کا یہ مسئلہ اس شخص سے متعلق ہے، جو حج یا عمرہ کی

غرض سے جائے، اور مسجدِ حرام میں پہلی مرتبہ داخل ہو، اور بیتُ اللہ پر نظر پڑے۔

تو اس کے جواب میں عرض ہے کہ اولاً تو بیتُ اللہ میں داخل ہونے کے وقت دعاء کے حکم کو حج وعمرہ کرنے والے کے لیے پہلی مرتبہ داخل ہونے پر کسی نے بھی مُختص نہیں کیا، اور احادیث وآثار سے بھی اس کی تخصیص ثابت نہیں ہوتی۔

دوسرے اگر اس کا یہی محمل مراد لیا جائے، تو جن فقہائے کرام نے اس موقع پر ہاتھ اُٹھانے کا ذکر نہیں کیا، اس سے ثابت ہوا کہ وہ پہلی مرتبہ داخل ہونے پر بھی ہاتھ اُٹھانے کے قائل نہیں، چہ جائیکہ بعد میں داخل ہونے پر ہاتھ اُٹھانے کے قائل ہوں۔

تیسرے حج وعمرہ کی فقہائے کرام نے کوئی قید نہیں لگائی، کیونکہ ممکن ہے کہ کوئی شخص صرف طواف کرے۔

چوتھے جو شخص حج یا عمرہ کے لئے جائے، تو ضروری نہیں کہ وہ پہلی مرتبہ مسجدِ حرام میں داخل ہونے پر طواف یا عمرہ کرے، اور مذکورہ قید لگانے سے لازم آتا ہے کہ اس کو پہلی مرتبہ داخل ہونے کے بعد دعاء اور اس کے بعد طواف کرنا ضروری ہو۔

واقعہ یہ ہے کہ بعض فقہائے کرام نے حج وعمرہ یا طواف کا طریقہ بیان کرتے ہوئے مسجدِ حرام میں داخل ہونے یا بیتُ اللہ کو دیکھنے کے آداب کو ضمنی طور پر بیان کردیا، ورنہ مسجدِ حرام میں داخل ہونے اور بیتُ اللہ کو دیکھنے کے وقت دعاء کا حکم مستقل حیثیت رکھتا ہے، کیونکہ یہ حج وعمرہ کے مناسک سے تعلق نہیں رکھتا، اس کو حج یا عمرہ کرنے والے کے ساتھ خاص کرنا اور اس میں مزید ہاتھ اٹھانے کی تخصیص کرنا، یہ شریعت پر اپنی طرف سے زیادتی ہے، اسی وجہ سے سلف وخلف فقہاء وعلماء میں سے کسی سے ان تخصیصات کی تصریح نہیں ملتی۔

وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ.

اس باب کا خلاصہ

اس باب میں شروع سے اب تک جو مختلف فصلوں میں بحث کی گئی، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ حنابلہ اور

شافعیہ کے نزدیک مسجدِ حرام میں داخل ہونے اور بیتُ اللہ پر نظر پڑنے کے وقت دعاء ہاتھ اٹھا کر کرنا مستحسن یا مستحب ہے، اور مالکیہ کے نزدیک مستحب نہیں، بلکہ مکروہ ہے، البتہ مالکیہ میں سے ابنِ حبیب کے نزدیک ہاتھ اٹھا کر دعاء مستحب ہے۔

ان حضرات نے بیتُ اللہ کو دیکھنے کے وقت ہاتھ اٹھا کر دعاء کرنے کے مسئلے میں پہلی اور دوسری مرتبہ نظر کی کوئی قید نہیں لگائی۔

اور حنفیہ کے اصل اور راجح مذہب کے مطابق مسجدِ حرام میں داخل ہونے اور بیت اللہ کو دیکھنے کے وقت دعا تو مستحب ہے، جس طرح دوسری مساجد میں داخل ہوتے وقت بھی دعا مستحب ہے، لیکن اس وقت دعا کے لیے ہاتھ اٹھانا مستحب نہیں، بلکہ امام طحاوی کی تصریح کے مطابق مکروہ ہے۔

البتہ حنفیہ میں سے ''کرمانی'' اور ''بصروی'' وغیرہ نے بیت اللہ کو دیکھنے کے وقت ہاتھ اٹھا کر دعا کو مستحب قرار دیا ہے، مگر اولاً تو یہ قول، لفظِ ''قیــــل'' کے ساتھ بیان کیا گیا ہے، جس سے اس کی تضعیف اور حنفیہ کا راجح مذہب نہ ہونے کی طرف اشارہ ہے۔

دوسرے اس قول میں بیت اللہ پر پہلی مرتبہ نظر پڑنے کی قید نہیں، چہ جائیکہ زندگی میں پہلی مرتبہ یا حج وعمرہ کے لیے جانے والے کے لیے پہلی مرتبہ نظر پڑنے کی قید ہو۔

البتہ ہماری معلومات کے مطابق حنفیہ میں سب سے پہلے ''ملا علی قاری'' نے ''مرقاۃ'' میں دونوں قسم کی روایات میں جمع کرنے کے لیے ''اولــی'' اس کو قرار دیا کہ ہاتھ اٹھانے کے استحباب کو پہلی مرتبہ نظر پڑنے پر محمول کیا جائے، جس کے بعد متعدد مشائخِ حنفیہ ان کی پیروی کرتے رہے، اور نقل در نقل اسی طرح مسئلہ بیان کرتے رہے، لیکن ان حضرات نے بھی پہلی مرتبہ نظر پڑنے کی یہ تشریح و تخصیص نہیں کی کہ جو شخص بھی حج یا عمرہ کے لیے حرم شریف جائے، اور پھر مسجدِ حرام میں پہلی مرتبہ داخل ہو، اور بیت اللہ پر پہلی نظر پڑے، تو صرف اس کے حق میں ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا مستحب ہے، اور اس کے علاوہ جو حضرات بھی مسجدِ حرام میں داخل ہوں، اور ان کی بیت اللہ پر نظر پڑے، تو ان کے حق میں ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا مستحب نہیں۔

بلکہ پہلی مرتبہ سے بظاہر ان کی مراد یہ ہے کہ جب بھی کوئی شخص مسجدِ حرام میں داخل ہو، تو اس

صورت میں پہلی مرتبہ بیت اللہ پر نظر پڑنے کی صورت میں ہاتھ اٹھا کر دعا مستحب ہے، اور اس کے بعد جب تک مسجدِ حرام میں یا بیت اللہ کے قریب موجود رہے، اور بار بار نظر پڑتی رہے، تو پھر ہر مرتبہ ہاتھ اٹھا کر دعا مستحب نہیں۔

تاہم موجودہ دور کے بعض حضرات نے اس پہلی مرتبہ کی تشریح وتخصیص حج وعمرہ کے لیے جانے والوں کے حق میں پہلی مرتبہ مسجدِ حرام میں داخل ہوتے وقت، بیت اللہ پر نظر پڑنے کے ساتھ کردی ہے، اور اس پر مزید یہ کہ اس تشریح وتخصیص کو ملاعلی قاری اور ان کے متبعین کی طرف منسوب کردیا ہے۔

اسی کے ساتھ مذکورہ تشریح وتخصیص کے مطابق دعا کو اس کے بعد کی مرتبہ پر بیت اللہ پر نظر پڑنے کی دعا پر خاص فضیلت واہمیت بھی باور کرادی ہے، جس سے مختلف قسم کی غلط فہمیاں اور مفاسد لازم آرہے ہیں۔

پھر پہلے زمانہ میں اور بالخصوص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بیت اللہ کے اردگرد موجودہ زمانہ کی طرح عمارات نہ ہونے کی وجہ سے بیت اللہ کو مسجدِ حرام میں داخل ہوتے وقت، بلکہ داخل ہونے سے پہلے دیکھ لیا جاتا تھا، اس لیے رؤیتِ بیت اللہ کی دعا مسجدِ حرام میں داخل ہونے سے پہلے یا مسجدِ حرام میں داخل ہوتے وقت پڑھ لی جاتی تھی، لیکن موجودہ زمانہ میں مسجدِ حرام میں داخل ہونے سے پہلے بلکہ داخل ہوتے وقت بیت اللہ پر نظر پڑنا مشکل ہوتا ہے، ایسی صورت میں مسجدِ حرام میں داخل ہونے کی دعا اپنے وقت پر پڑھنا مستحب ہے، اور بیت اللہ کو دیکھنے کی دعا بیت اللہ پر نظر پڑنے پر مستحب ہے، خواہ پہلی مرتبہ نظر پڑے یا دوسری مرتبہ۔

لیکن طواف کرنے یا نماز کے لیے آنے والے کو طواف اور تحیۃ المسجد ترک کرا کے، مسجدِ حرام میں داخل ہو کر لمبی دعا کرنا، نہ صرف یہ کہ سنت ومستحب نہیں، بلکہ سنت ومستحب درجہ کے خلاف ہے، ایسے موقع پر چلتے چلتے مختصر ماثور دعا پر اکتفا کرنا چاہیے۔ وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ.

خلاصۂ کلام

شروع سے اب تک جو بحث کی گئی، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ بیت اللہ پر نظر پڑنے کے وقت دعا کی

خاص فضیلت وقبولیت کی کوئی مرفوع اور صحیح حدیث دستیاب نہیں، البتہ ایک مرفوع حدیث میں بیت اللہ پر نظر پڑنے کے وقت آسمان کے دروازے کھول دیے جانے اور دعا کے قبول ہونے کا ذکر ملتا ہے، لیکن وہ حدیث سند کے اعتبار سے کم از کم ضعیف بلکہ بہت سے حضرات کی تصریح کے مطابق شدید ضعیف ہے، جس کو فضائل کے باب میں بھی معتبر قرار دیا جانا مشکل ہے۔

اور اس حدیث میں بھی پہلی مرتبہ نظر پڑنے کی قید نہیں، بلکہ اس کی رو سے ہر مرتبہ نظر پڑنے کا حکم برابر ہے۔

البتہ مسجدِ حرام میں داخل ہوتے اور بیت اللہ پر نظر پڑتے وقت بعض اذکار اور دعاؤں کا روایات میں ذکر ملتا ہے، اور ان دعاؤں کا تعلق دراصل مسجدِ حرام میں داخل ہونے اور اس موقع پر بیت اللہ پر نظر پڑنے سے ہے، خواہ داخل ہونے والا شخص کوئی بھی ہو، زائرینِ حج وعمرہ یا طواف کرنے والے لوگوں کے ساتھ خاص نہیں۔

جن میں سے درجِ ذیل دو دعاؤں کا استحباب روایات سے ثابت ہے (اگرچہ علماء نے اور دعاؤں کے الفاظ بھی اپنی کتب میں درج کیے ہیں، اور معنیٰ ومفہوم کے اعتبار سے اگرچہ وہ بھی درست ہیں، مگر ان کا ثبوت معتبر مرفوع یا موقوف روایات سے نہیں ملتا)

(1)...... اللهم أنت السلام، ومنك السلام، فحينا ربنا بالسلام.

(2)...... اللهم زد هذا البيت تشريفا وتعظيما ومهابة، وزد من حجه، أو اعتمره تشريفا وتعظيما وتكبيرا وبرا.

ان دعاؤں کے مستحب ہونے میں فقہائے کرام کا قابلِ ذکر اختلاف نہیں، البتہ اس میں تھوڑا بہت اختلاف ہے کہ ان دعاؤں کا اصل تعلق مسجدِ حرام میں دخول سے ہے، یا بیت اللہ کو دیکھنے سے، اور اس اختلاف کا قضیہ بھی عمارات کی وجہ سے پیش آیا، پہلے زمانے میں مسجدِ حرام میں داخل ہوتے وقت ہی بیت اللہ نظر آنا شروع ہو جاتا تھا، مگر اب ایسا مشکل ہے، اس میں ہمارا رجحان اس طرف ہے کہ اگر مسجدِ حرام میں داخل ہوتے وقت، بیت اللہ نظر نہ آئے، تو مندرجہ بالا پہلی دعا مسجدِ حرام میں داخل ہوتے وقت، اور دوسری دعا بیت اللہ نظر آنے کے وقت پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔

البتہ ان دعاؤں کو ہاتھ اٹھا کر پڑھنے کے مستحب ہونے نہ ہونے میں فقہائے کرام کا اختلاف ہے، شافعیہ وحنابلہ استحباب کے اور حنفیہ و مالکیہ عدمِ استحباب کے قائل ہیں، اور فقہی دلائل دونوں فریقوں کے پاس ہیں، پھر یہ اختلاف جواز وعدمِ جواز کا نہیں، بلکہ اولیٰ وغیر اولیٰ، مستحب وغیر مستحب، یا زیادہ سے زیادہ جائز اور مکروہ تنزیہی ہونے کا ہے۔

لہٰذا اگر کوئی حنفی ہاتھ اٹھا کر دعا کرے، یا دلائل کی رُو سے ہاتھ اٹھانے کے مستحب ہونے کو راجح سمجھے، تو بھی قابلِ نکیر وملامت نہیں۔

لیکن ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے کے استحباب کو حج وعمرہ کی غرض سے مسجدِ حرام میں پہلی مرتبہ داخل ہونے والوں کے ساتھ خاص کرنے اور بیت اللہ کو دیکھ کر دعا کی خاص قبولیت وفضیلت کو مذکورہ افراد کے ساتھ خاص کرنے اور طواف کی غرض سے مسجدِ حرام میں داخل ہونے والے کو طواف سے عذر نہ ہونے کی صورت میں طواف ترک کرکے ''جو مسجدِ حرام کا اصل تحیۃ ہے'' لمبی لمبی دعاؤں میں مشغول ہونے کی نہ تو نصوص سے تائید ہوتی، اور نہ ہی فقہائے کرام سے، اس لیے یہ تخصیص بلا دلیل ہونے کی وجہ سے مرجوح اور اس طرزِ عمل پر موجودہ دور میں جو مفاسد لازم آرہے ہیں، ان کی اصلاح ضروری معلوم ہوئی۔

اور موجودہ زمانے کے جو بعض اہلِ علم حضرات بیتُ اللہ پر پہلی نظر پڑنے کے وقت ہاتھ اُٹھا کر دعاء کرنے اور اس وقت کی دعاء کے قبول ہونے اور پہلی نظر سے حج وعمرہ کے لئے جانے والے کے پہلی مرتبہ بیتُ اللہ پر نظر پڑنے کو اختیار کرتے ہیں، اس قسم کی قیود وتخصیصات کا ثبوت شریعت وفقہ سے نہیں ملا، اور اس وجہ سے ہمیں ان حضرات کے مذکورہ موقف سے اتفاق نہ ہوسکا۔

وَاللہُ سُبۡحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعۡلَمُ وَعِلۡمُہٗ اَتَمُّ وَاَحۡکَمُ.

محمد رضوان

19/محرم الحرام/1440ھ　30/ستمبر/2018ء بروز اتوار

ادارہ غفران، راولپنڈی، پاکستان

www.idaraghufran.org

کیا آپ جانتے ہیں؟ مفتی محمد رضوان

دلچسپ معلومات، مفید تجزیات اور شرعی احکامات پر مشتمل سلسلہ

منافقِ اعتقادی وعملی کا حکم (قسط1)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کئی منافق تھے، جن کے متعلق قرآن مجید میں بھی آیات نازل ہوتی رہتی تھیں، اور ان کے متعلق صاف فرمادیا گیا تھا کہ یہ لوگ زبان سے اللہ اور اس کے رسول پر ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں، لیکن حقیقت میں وہ مومن نہیں۔

قرآن وسنت میں جن منافقین کے بارے میں اس طرح کا ذکر آیا ہے، ان سے مراد حقیقی واعتقادی منافق ہیں، اور احادیث میں بعض بداعمالیوں کے مرتکب کو بھی منافق کہا گیا ہے، مگر اس سے حقیقی منافق مراد نہیں۔

اسی وجہ سے اہلِ علم حضرات نے نفاق کی دو قسمیں بیان کی ہیں، ایک نفاقِ اکبر، جس کو نفاقِ اعتقادی بھی کہا جاتا ہے، دوسرے نفاقِ اصغر، جس کو نفاقِ عملی بھی کہا جاتا ہے

(ملاحظہ ہو: الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۴۱، ص ۱۸، مادة "نفاق"، شرح البخارى للسفيرى، ج ۲، ص ۵۷ و ۵۸، المجلس السابع والعشرون، باب علامات النفاق)

حقیقی منافق وہی کہلاتا ہے، جس کا نفاق "اعتقادی" ہو، اور جس کا نفاق "عملی" ہو، اس کو نفاق، مجازی طور پر کہا جاتا ہے۔ [1]

لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جو حقیقی یا اعتقادی منافق تھے، ان کے ظاہری دعوے کے مطابق عام مسلمانوں کو ان کے ساتھ ظاہری طور پر مسلمانوں والا سلوک اختیار کرنے کا حکم دیا گیا، اور ظاہری طور پر ان کو حقیقی کافروں والا درجہ نہیں دیا گیا، اس میں بہت سی حکمتیں تھیں، جن کی طرف بعض جذباتی اور شدت پسند مسلمانوں کی نظر کا پہنچنا مشکل ہوتا ہے۔

---

[1] والمنافق إما حقيقى وهو النفاق الاعتقادى أو مجازى وهو المرائى وهو النفاق العملى (مرقاة المفاتيح، ج ۱، ۳۰۲، كتاب العلم)

www.idaraghufran.org

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ اپنے مواعظ میں ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی سے بعض کا منافق ہونا معلوم ہوجاتا تھا، مگر یہ حکم تھا کہ ان کے ساتھ بھی اہلِ اسلام ہی کا سا معاملہ کیا جاوے، اسی بناء پر اس وقت تین درجے مقرر تھے:

مومن منافق وکافر

اور اب کسی کو کسی کے قلب (یعنی دل) کا قطعی طور پر حال معلوم نہیں ہوسکتا، اس لیے اب یہ درجہ نہ رہا، گو کہ دل سے کسی کا کافر ہونا معلوم ہوجاوے، مگر اس کے ساتھ معاملہ کافر جیسا نہ کیا جاوے (تا آنکہ وہ اپنی زبان یا عمل سے ناقابلِ تاویل طریقہ پر اس کا اظہار نہ کرے) کیونکہ وحی نہ ہونے کے سبب اب کسی کا دل سے کافر ہونا معلوم ہو ہی نہیں سکتا، اس لیے اب تین درجے نہیں رہے، صرف دو درجے رہ گئے، مسلم یا کافر (مرتد بھی کافر کے مفہوم میں داخل ہے) اور حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے زمانہ میں جو تین درجے تھے، وہ بھی محض ظاہری احکام کے لحاظ سے تھے کہ ظاہر میں منافقین کے احکام، مثل مسلمانوں کے تھے، باقی حقیقت کے اعتبار سے تو ان منافقین کا کوئی تیسرا درجہ نہیں، درجے درحقیقت دو ہی ہیں، کفار اور مومنین۔

اور منافقین دراصل کفار ہی ہیں، یہ (حقیقی منافقین کا) گروہ اب نہیں ہے، صرف اسی زمانہ میں تھا (کیونکہ وحی سے ان کے اندرونی عقائد کا علم ہوجاتا تھا) اور ان کے واسطے یہ حکم تھا کہ ان کے ساتھ معاملہ اہلِ اسلام کا سا کرو، نماز میں شریک ہوں، تو ہونے دو، مساجد میں آئیں، تو آنے دو، غرض سب طرح ظاہری برتاؤ مسلمانوں کا سا رکھو۔

لیکن حق تعالیٰ نے رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلع فرمادیا تھا، مبہماً تو اس آیت سے ”وَمَاهُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ“ یعنی یہ لوگ زبان سے کہتے ہیں کہ ہم بھی مومن ہیں، مگر یہ مومن نہیں ہیں، اس آیت میں تو ابہام کے ساتھ (ان کے حقیقی منافق ہونے کی) اطلاع دی گئی ہے۔

اور (اللہ تعالیٰ نے) تعیین کے ساتھ بھی اطلاع کردی تھی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی ایک ایک کا نام بتلا دیا گیا تھا، مگر (اللہ تعالیٰ نے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس راز کے اعلانِ عام کی اجازت نہیں دی تھی۔

کیونکہ اس میں بعض مصلحتیں تھیں، مثلاً یہ کہ اگر ان کے کفر کو تعیین کے ساتھ ظاہر کردیا جاتا، تو شاید کوئی ان کو قتل کردیتا، اور ان کے ساتھ معاملہ کفار کا سا کیا جاتا، اور قتل وقتال کیا جاتا، تو خبریں دور دور بھی پہنچتی ہی ہیں، تو سب جگہ یہ شہرت ہوجاتی کہ وہاں تو مسلمانوں کو بھی قتل کیا جاتا ہے، تو پھر کوئی مسلمان ہونے کیوں آتا۔

نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق پر دھبہ آتا کہ اپنوں کو بھی قتل کرتے ہیں، اس وجہ سے ان کے ساتھ معاملہ کفار کا سا نہیں کیا گیا۔

یہی وجہ ہے کہ بعض وقت کسی منافق کے منہ سے کوئی بات ایسی بھی نکل گئی، جس سے اس کا مافی الضمیر (یعنی دل میں چھپا ہوا کفر) ظاہر ہوگیا، اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگی کہ "دَعْنِیْ اَضْرِبُ عُنُقَهٗ" یعنی اجازت دیجیے کہ میں اس کی گردن ماردوں، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اجازت نہیں دی۔

وہ مصلحت یہی ہے کہ اگر اجازت دی جاتی، تو خبر یہی مشہور ہوجاتی کہ ایک مسلمان کو مار دیا گیا (اور بھی فتنے لازم آتے) اس وجہ سے منافقین کے ساتھ کفار کا سا برتاؤ نہیں کیا گیا، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اطلاعِ عام کی اجازت نہ تھی، یوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض خاص لوگوں کو مطلع فرما بھی دیا تھا، اور نام بنام بتلا دیا تھا، چنانچہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو ان کے نام بتلائے تھے، یہ صاحبِ سِرّ یعنی حضور کے رازدار کہلاتے تھے، ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلا دیا تھا کہ فلاں فلاں شخص کا خاتمہ کفر پر ہونے والا ہے، گو یہ زبان سے اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں، مگر دل میں ان کے اسلام نہیں ہے۔

اور جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عام طور سے اس کو ظاہر نہیں کیا تھا، اسی طرح حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بھی اس کو راز میں رکھا، اور کسی پر ظاہر نہیں کیا (خطباتِ حکیم

www.idaraghufran.org

الامت، ج ۱۲ ’’محاسنِ اسلام‘‘ صفحہ ۴۴۷، ۴۴۸، وعظ ’’الاسلام الحقیقی‘‘ مطبوعہ: ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، ملتان، تاریخِ اشاعت: رمضان 1413 ہجری) [1]

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ آگے چل کر اس سلسلہ میں مزید فرماتے ہیں کہ:

الحاصل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو منافقین کا علم تھا، مگر ان کو رسوا نہ کیا گیا، اور ان کے ساتھ ظاہری برتاؤ اہلِ اسلام کا سا ہی کیا گیا، ان مصالح کی وجہ سے جن کو میں نے بیان کیا

(خطباتِ حکیم الامت، ج ۱۲ ’’محاسنِ اسلام‘‘ صفحہ ۴۵۲، وعظ ’’الاسلام الحقیقی‘‘ مطبوعہ: ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، ملتان، تاریخِ اشاعت: رمضان 1413 ہجری)

مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ نے مذکورہ عبارت میں جو کچھ فرمایا، قرآن وسنت سے بھی اسی کی تائید ہوتی ہے۔ چنانچہ قرآن مجید کی مختلف آیات میں ان حقیقی واعتقادی منافقین کے طرزِ عمل کا ذکر آیا ہے، جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پائے جاتے تھے۔

سورہ بقرہ کے شروع میں ہی اللہ تعالیٰ نے منافقین کا حال بیان فرمایا ہے کہ:

’’وہ اللہ اور آخرت پر ایمان لانے کا دعویٰ کرتے ہیں، لیکن وہ حقیقت میں مومن نہیں ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے منافقین کی یہ حالت بھی بیان فرمائی کہ جب وہ مومنین سے ملتے ہیں، تو وہ کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے، اور جب اپنے شیاطین سے تنہائی میں ملاقات کرتے ہیں، تو کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں، ہم تو صرف استہزاء کرنے کے لیے مومنین کے ساتھ ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں‘‘۔ [2]

---

[1] ملاحظہ ہو: مسند البزار، رقم الحدیث ۲۹۲۲، المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث ۳۰۱۵.

[2] وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ ، يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَمَا يَخْدَعُونَ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ ، فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ فَزَادَهُمُ اللَّهُ مَرَضًا وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ ، وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ قَالُوا إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ ، أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُونَ وَلَكِنْ لَا يَشْعُرُونَ ، وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ آمِنُوا كَمَا آمَنَ النَّاسُ قَالُوا أَنُؤْمِنُ كَمَا آمَنَ السُّفَهَاءُ أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَاءُ وَلَكِنْ لَا يَعْلَمُونَ ، وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا خَلَوْا إِلَى شَيَاطِينِهِمْ قَالُوا إِنَّا مَعَكُمْ إِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِئُونَ ، اللَّهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ (سورة البقرة، رقم الآيات: ۸ الیٰ ۱۵)

www.idaraghufran.org

سورہ نساء میں بھی اللہ تعالیٰ نے منافقین کی مخصوص حالت کا ذکر فرمایا ہے۔ ؎1

اور اللہ تعالیٰ نے سورہ نساء میں ہی منافقین کے نماز میں سستی کے ساتھ کھڑے ہونے کا ذکر فرمایا ہے۔ ؎2

اس کے علاوہ سورہ انفال میں بھی منافقین کی مخصوص حالت کا ذکر آیا ہے۔ ؎3

نیز سورہ توبہ میں بھی اللہ تعالیٰ نے منافقوں کا تفصیل کے ساتھ ذکر فرمایا ہے، اور ان کی طرف سے مومن ہونے کی جھوٹی قسمیں کھانے اور صرف مسلمانوں کو راضی کرنے کے لیے جھوٹی قسمیں اٹھانے کا تذکرہ کیا گیا ہے، اور بتلایا گیا ہے کہ یہ لوگ حقیقت میں مسلمان نہیں۔ ؎4

؎1 وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَى مَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَإِلَى الرَّسُولِ رَأَيْتَ الْمُنَافِقِينَ يَصُدُّونَ عَنْكَ صُدُودًا (سورة النساء، رقم الآية ٦١)

؎2 إِنَّ الْمُنَافِقِينَ يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ وَإِذَا قَامُوا إِلَى الصَّلَاةِ قَامُوا كُسَالَى يُرَاءُونَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُونَ اللَّهَ إِلَّا قَلِيلًا . مُذَبْذَبِينَ بَيْنَ ذَلِكَ لَا إِلَى هَؤُلَاءِ وَلَا إِلَى هَؤُلَاءِ وَمَنْ يُضْلِلِ اللَّهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهُ سَبِيلًا . يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ أَتُرِيدُونَ أَنْ تَجْعَلُوا لِلَّهِ عَلَيْكُمْ سُلْطَانًا مُبِينًا . إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيرًا (سورة النساء، رقم الآيات ١٤٢ الى ١٤٥)

؎3 إِذْ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ غَرَّ هَؤُلَاءِ دِينُهُمْ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ (سورة الانفال، رقم الآية ٤٩)

؎4 وَمَا مَنَعَهُمْ أَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقَاتُهُمْ إِلَّا أَنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَبِرَسُولِهِ وَلَا يَأْتُونَ الصَّلَاةَ إِلَّا وَهُمْ كُسَالَى وَلَا يُنْفِقُونَ إِلَّا وَهُمْ كَارِهُونَ . فَلَا تُعْجِبْكَ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُمْ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ أَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كَافِرُونَ . وَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ إِنَّهُمْ لَمِنْكُمْ وَمَا هُمْ مِنْكُمْ وَلَكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَفْرَقُونَ . لَوْ يَجِدُونَ مَلْجَأً أَوْ مَغَارَاتٍ أَوْ مُدَّخَلًا لَوَلَّوْا إِلَيْهِ وَهُمْ يَجْمَحُونَ . وَمِنْهُمْ مَنْ يَلْمِزُكَ فِي الصَّدَقَاتِ فَإِنْ أُعْطُوا مِنْهَا رَضُوا وَإِنْ لَمْ يُعْطَوْا مِنْهَا إِذَا هُمْ يَسْخَطُونَ . وَلَوْ أَنَّهُمْ رَضُوا مَا آتَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ سَيُؤْتِينَا اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَرَسُولُهُ إِنَّا إِلَى اللَّهِ رَاغِبُونَ . إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ فَرِيضَةً مِنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ . وَمِنْهُمُ الَّذِينَ يُؤْذُونَ النَّبِيَّ وَيَقُولُونَ هُوَ أُذُنٌ قُلْ أُذُنُ خَيْرٍ لَكُمْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِينَ وَرَحْمَةٌ لِلَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ رَسُولَ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ . يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَكُمْ لِيُرْضُوكُمْ وَاللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَقُّ أَنْ يُرْضُوهُ إِنْ كَانُوا مُؤْمِنِينَ . أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّهُ مَنْ يُحَادِدِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَأَنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيهَا ذَلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيمُ . يَحْذَرُ الْمُنَافِقُونَ أَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُورَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِي قُلُوبِهِمْ قُلِ اسْتَهْزِئُوا إِنَّ اللَّهَ مُخْرِجٌ مَا تَحْذَرُونَ . وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ . لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ إِنْ نَعْفُ عَنْ طَائِفَةٍ مِنْكُمْ نُعَذِّبْ طَائِفَةً بِأَنَّهُمْ كَانُوا مُجْرِمِينَ . الْمُنَافِقُونَ وَالْمُنَافِقَاتُ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوفِ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اورسورہ احزاب میں بھی منافقین کی ایک خاص حالت کا ذکر کیا گیا ہے۔ ؎۱

اورسورہ احزاب میں ہی منافقوں کے آخرت میں سخت عذاب کا ذکر آیا ہے۔ ؎۲

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وَيَقْبِضُونَ أَيْدِيَهُمْ نَسُوا اللَّهَ فَنَسِيَهُمْ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ هُمُ الْفَاسِقُونَ. وَعَدَ اللَّهُ الْمُنَافِقِينَ وَالْمُنَافِقَاتِ وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا هِيَ حَسْبُهُمْ وَلَعَنَهُمُ اللَّهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُقِيمٌ (سورة التوبة، رقم الآيات ۵۴ الی ۶۸)

يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ . يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ مَا قَالُوا وَلَقَدْ قَالُوا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوا بَعْدَ إِسْلَامِهِمْ وَهَمُّوا بِمَا لَمْ يَنَالُوا وَمَا نَقَمُوا إِلَّا أَنْ أَغْنَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ مِنْ فَضْلِهِ فَإِنْ يَتُوبُوا يَكُ خَيْرًا لَهُمْ وَإِنْ يَتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ اللَّهُ عَذَابًا أَلِيمًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمَا لَهُمْ فِي الْأَرْضِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ . وَمِنْهُمْ مَنْ عَاهَدَ اللَّهَ لَئِنْ آتَانَا مِنْ فَضْلِهِ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُونَنَّ مِنَ الصَّالِحِينَ .فَلَمَّا آتَاهُمْ مِنْ فَضْلِهِ بَخِلُوا بِهِ وَتَوَلَّوْا وَهُمْ مُعْرِضُونَ .فَأَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِي قُلُوبِهِمْ إِلَى يَوْمِ يَلْقَوْنَهُ بِمَا أَخْلَفُوا اللَّهَ مَا وَعَدُوهُ وَبِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ .أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوَاهُمْ وَأَنَّ اللَّهَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ . الَّذِينَ يَلْمِزُونَ الْمُطَّوِّعِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فِي الصَّدَقَاتِ وَالَّذِينَ لَا يَجِدُونَ إِلَّا جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُونَ مِنْهُمْ سَخِرَ اللَّهُ مِنْهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ .اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً فَلَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ .فَرِحَ الْمُخَلَّفُونَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلَافَ رَسُولِ اللَّهِ وَكَرِهُوا أَنْ يُجَاهِدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَقَالُوا لَا تَنْفِرُوا فِي الْحَرِّ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ أَشَدُّ حَرًّا لَوْ كَانُوا يَفْقَهُونَ .فَلْيَضْحَكُوا قَلِيلًا وَلْيَبْكُوا كَثِيرًا جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ .فَإِنْ رَجَعَكَ اللَّهُ إِلَى طَائِفَةٍ مِنْهُمْ فَاسْتَأْذَنُوكَ لِلْخُرُوجِ فَقُلْ لَنْ تَخْرُجُوا مَعِيَ أَبَدًا وَلَنْ تُقَاتِلُوا مَعِيَ عَدُوًّا إِنَّكُمْ رَضِيتُمْ بِالْقُعُودِ أَوَّلَ مَرَّةٍ فَاقْعُدُوا مَعَ الْخَالِفِينَ .وَلَا تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ إِنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَمَاتُوا وَهُمْ فَاسِقُونَ .وَلَا تُعْجِبْكَ أَمْوَالُهُمْ وَأَوْلَادُهُمْ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ أَنْ يُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ أَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كَافِرُونَ.وَإِذَا أُنْزِلَتْ سُورَةٌ أَنْ آمِنُوا بِاللَّهِ وَجَاهِدُوا مَعَ رَسُولِهِ اسْتَأْذَنَكَ أُولُو الطَّوْلِ مِنْهُمْ وَقَالُوا ذَرْنَا نَكُنْ مَعَ الْقَاعِدِينَ . رَضُوا بِأَنْ يَكُونُوا مَعَ الْخَوَالِفِ وَطُبِعَ عَلَى قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُونَ (سورة التوبة، رقم الآيات ۷۳ الیٰ ۸۷)

يَعْتَذِرُونَ إِلَيْكُمْ إِذَا رَجَعْتُمْ إِلَيْهِمْ قُلْ لَا تَعْتَذِرُوا لَنْ نُؤْمِنَ لَكُمْ قَدْ نَبَّأَنَا اللَّهُ مِنْ أَخْبَارِكُمْ وَسَيَرَى اللَّهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ ثُمَّ تُرَدُّونَ إِلَى عَالِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ .سَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَكُمْ إِذَا انْقَلَبْتُمْ إِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوا عَنْهُمْ فَأَعْرِضُوا عَنْهُمْ إِنَّهُمْ رِجْسٌ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ .يَحْلِفُونَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ فَإِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَرْضَى عَنِ الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ (سورة التوبة، رقم الآيات ۹۴ الیٰ ۹۶)

وَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا إِلَى رِجْسِهِمْ وَمَاتُوا وَهُمْ كَافِرُونَ . أَوَلَا يَرَوْنَ أَنَّهُمْ يُفْتَنُونَ فِي كُلِّ عَامٍ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوبُونَ وَلَا هُمْ يَذَّكَّرُونَ . وَإِذَا مَا أُنْزِلَتْ سُورَةٌ نَظَرَ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ هَلْ يَرَاكُمْ مِنْ أَحَدٍ ثُمَّ انْصَرَفُوا صَرَفَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَفْقَهُونَ (سورة التوبة، رقم الآيات ۱۲۵ الی ۱۲۷)

؎۱ وَإِذْ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ إِلَّا غُرُورًا (سورة الاحزاب، رقم الآية ۱۲)

؎۲ يَوْمَ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالْمُنَافِقَاتُ لِلَّذِينَ آمَنُوا انْظُرُونَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُورِكُمْ قِيلَ ارْجِعُوا وَرَاءَكُمْ فَالْتَمِسُوا

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

سورہ مجادلہ میں بھی منافقین کے جھوٹی قسمیں کھانے کا اور ان کے مومن نہ ہونے کا ذکر کیا گیا ہے۔ ل

سورہ منافقون میں بھی اللہ تعالیٰ نے منافقوں کی اس حالت کا ذکر فرمایا ہے کہ:

''وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اللہ کا رسول ہونے کی گواہی دیتے ہیں، لیکن اللہ یہ گواہی دیتا ہے کہ منافقین جھوٹے ہیں''۔ ۲

اور سورہ منافقون ہی میں منافقین کی دوسری حالت کا بھی ذکر فرمایا ہے۔ ۳

غرضیکہ قرآن مجید کی مختلف آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کئی حقیقی واعتقادی منافقین پائے جاتے تھے، جن کے مختلف حالات واوصاف کا اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ذکر فرمادیا تھا، لیکن اس کے باوجود ان کے ساتھ صریح کافروں والا معاملہ اختیار نہیں کیا گیا۔

احادیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

(ملاحظہ ہو:مسلم،رقم الحدیث ۲۷۸۲"۱۵"،مسند احمد، رقم الحدیث ۲۳۳۱۹)

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

نُورًا فَضُرِبَ بَيۡنَهُمۡ بِسُورٍ لَهُ بَابٌ بَاطِنُهُ فِيهِ الرَّحۡمَةُ وَظَاهِرُهُ مِنۡ قِبَلِهِ الۡعَذَابُ . يُنَادُونَهُمۡ أَلَمۡ نَكُنۡ مَعَكُمۡ قَالُوا بَلَى وَلَـٰكِنَّكُمۡ فَتَنۡتُمۡ أَنۡفُسَكُمۡ وَتَرَبَّصۡتُمۡ وَارۡتَبۡتُمۡ وَغَرَّتۡكُمُ الۡأَمَانِيُّ حَتَّى جَاءَ أَمۡرُ اللَّهِ وَغَرَّكُمۡ بِاللَّهِ الۡغَرُورُ . فَالۡيَوۡمَ لَا يُؤۡخَذُ مِنۡكُمۡ فِدۡيَةٌ وَلَا مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مَأۡوَاكُمُ النَّارُ هِيَ مَوۡلَاكُمۡ وَبِئۡسَ الۡمَصِيرُ (سورة الاحزاب، رقم الآيات ۱۳ الى ۱۵)

ل أَلَمۡ تَرَ إِلَى الَّذِينَ تَوَلَّوۡا قَوۡمًا غَضِبَ اللَّهُ عَلَيۡهِمۡ مَا هُمۡ مِنۡكُمۡ وَلَا مِنۡهُمۡ وَيَحۡلِفُونَ عَلَى الۡكَذِبِ وَهُمۡ يَعۡلَمُونَ .أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمۡ عَذَابًا شَدِيدًا إِنَّهُمۡ سَاءَ مَا كَانُوا يَعۡمَلُونَ . اتَّخَذُوا أَيۡمَانَهُمۡ جُنَّةً فَصَدُّوا عَنۡ سَبِيلِ اللَّهِ فَلَهُمۡ عَذَابٌ مُهِينٌ .لَنۡ تُغۡنِيَ عَنۡهُمۡ أَمۡوَالُهُمۡ وَلَا أَوۡلَادُهُمۡ مِنَ اللَّهِ شَيۡئًا أُولَئِكَ أَصۡحَابُ النَّارِ هُمۡ فِيهَا خَالِدُونَ .يَوۡمَ يَبۡعَثُهُمُ اللَّهُ جَمِيعًا فَيَحۡلِفُونَ لَهُ كَمَا يَحۡلِفُونَ لَكُمۡ وَيَحۡسَبُونَ أَنَّهُمۡ عَلَى شَيۡءٍ أَلَا إِنَّهُمۡ هُمُ الۡكَاذِبُونَ .اسۡتَحۡوَذَ عَلَيۡهِمُ الشَّيۡطَانُ فَأَنۡسَاهُمۡ ذِكۡرَ اللَّهِ أُولَئِكَ حِزۡبُ الشَّيۡطَانِ أَلَا إِنَّ حِزۡبَ الشَّيۡطَانِ هُمُ الۡخَاسِرُونَ(سورة المجادلة، رقم الآيات ۱۴ الىٰ ۱۹)

۲ إِذَا جَاءَكَ الۡمُنَافِقُونَ قَالُوا نَشۡهَدُ إِنَّكَ لَرَسُولُ اللَّهِ وَاللَّهُ يَعۡلَمُ إِنَّكَ لَرَسُولُهُ وَاللَّهُ يَشۡهَدُ إِنَّ الۡمُنَافِقِينَ لَكَاذِبُونَ . اتَّخَذُوا أَيۡمَانَهُمۡ جُنَّةً فَصَدُّوا عَنۡ سَبِيلِ اللَّهِ إِنَّهُمۡ سَاءَ مَا كَانُوا يَعۡمَلُونَ . ذَلِكَ بِأَنَّهُمۡ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا فَطُبِعَ عَلَى قُلُوبِهِمۡ فَهُمۡ لَا يَفۡقَهُونَ . وَإِذَا رَأَيۡتَهُمۡ تُعۡجِبُكَ أَجۡسَامُهُمۡ وَإِنۡ يَقُولُوا تَسۡمَعۡ لِقَوۡلِهِمۡ كَأَنَّهُمۡ خُشُبٌ مُسَنَّدَةٌ يَحۡسَبُونَ كُلَّ صَيۡحَةٍ عَلَيۡهِمۡ هُمُ الۡعَدُوُّ فَاحۡذَرۡهُمۡ قَاتَلَهُمُ اللَّهُ أَنَّى يُؤۡفَكُونَ (سورة المنافقون، رقم الآيات ۱ الى ۴)

۳ هُمُ الَّذِينَ يَقُولُونَ لَا تُنۡفِقُوا عَلَى مَنۡ عِنۡدَ رَسُولِ اللَّهِ حَتَّى يَنۡفَضُّوا وَلِلَّهِ خَزَائِنُ السَّمَاوَاتِ وَالۡأَرۡضِ وَلَـٰكِنَّ الۡمُنَافِقِينَ لَا يَفۡقَهُونَ . يَقُولُونَ لَئِنۡ رَجَعۡنَا إِلَى الۡمَدِينَةِ لَيُخۡرِجَنَّ الۡأَعَزُّ مِنۡهَا الۡأَذَلَّ وَلِلَّهِ الۡعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلۡمُؤۡمِنِينَ وَلَـٰكِنَّ الۡمُنَافِقِينَ لَا يَعۡلَمُونَ (سورة المنافقون، رقم الآيات ۷ و ۸)

عبرت کدہ   حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام: قسط43   مولانا طارق محمود

﴿اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَعِبْرَۃً لِّاُولِی الْاَبْصَارِ﴾

عبرت وبصیرت آمیز حیران کن کائناتی تاریخی اور شخصی حقائق

جادوگروں کا ایمان قبول کرنا

جادوگروں نے جب یہ دیکھا کہ حضرت موسیٰ کی لاٹھی ان کے بڑے جادو کو یک لخت نگل گئی، تو کہنے لگے کہ یہ جادو نہیں، کیونکہ جادو، تو جادو پر غلبہ پاسکتا ہے، مگر جادو کو نیست ونابود نہیں کرسکتا، اگر حضرت موسیٰ کی لاٹھی جادو کی لاٹھی ہوتی، تو ہماری لاٹھیاں اور رسیاں تو اصلی حالت پر باقی رہتیں، لاٹھیوں اور رسیوں کا غائب ہوجانا اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت موسیٰ کی لاٹھی، اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک معجزہ ہے، اور حضرت موسیٰ، اللہ کے سچے نبی ہیں، کیونکہ حضرت موسیٰ نبی نہ ہوتے، تو کبھی ہم پر غالب آ ہی نہیں سکتے تھے۔

پھر تمام جادوگر سجدے میں گر پڑے اور کہنے لگے کہ ہم ربُّ العالمین پر ایمان لائے، جو حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون کا رب ہے۔

فرعون اور اس کے عمائدین پر شکست کا یہ دوسرا زوردار اور ناقابل برداشت حملہ تھا، جس نے پورے تماشائیوں کے ہجوم کو ہلا کر رکھ دیا کہ ملک بھر کے نامور جادوگر جنھیں پورے ملک سے تلاش کر کے لایا گیا تھا، اور جن کے کمالِ فن پر بادشاہ اور پورے ملک کے لوگوں کو اس حد تک اعتماد تھا کہ وہ حضرت موسیٰ کی شکست کو یقینی سمجھ رہے تھے، جب موسیٰ علیہ السلام کا عصا، اژدھا بن کر جادوگروں کے سارے طلسم کو نگل گیا، تو جادوگر اور ان کو لانے والے حق وباطل کے اس معرکے میں اس طرح پسپا ہوئے، گویا انہوں نے خود حضرت موسیٰ کے ساتھ مقابلے میں شکست کھائی ہو، اور یہی بات حضرت موسیٰ کے حق پر ہونے اور فرعون اور اس کے ماننے والوں کے باطل پر ہونے کی کافی دلیل تھی۔

اور جادوگروں نے صرف شکست ہی نہیں کھائی، بلکہ پسپائی اختیار کر کے اپنی شکست کا اعتراف ہی

نہیں کیا، بلکہ سجدے میں گر کر انھوں نے دو باتیں تسلیم کیں، ایک تو یہ بات کہ جس بات پر ہمیں اصرار تھا، اس مقابلے نے ثابت کر دیا کہ وہ بات جھوٹی تھی، اور موسیٰ اور ہارون حق پر ہیں، اور دوسری یہ بات کہ ہمارا اور حضرت موسیٰ اور ہارون کا سرے سے کوئی مقابلہ ہی نہیں، ہم اس قابل نہیں کہ عظمت کے ان میناروں کے سامنے کھڑے رہ سکیں۔

چنانچہ جادوگر، حضرت موسیٰ وھارون کی عظمت کا اعتراف کرتے ہوئے ان کے سامنے سجدہ میں گر گئے۔

قرآن مجید کی سورہ اعراف میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ سَاجِدِيْنَ .قَالُوْا آمَنَّا بِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ .رَبِّ مُوْسٰى وَهَارُوْنَ (سورۃ الاعراف، رقم الآیات ۱۲۰ الیٰ ۱۲۲)

یعنی ”اور اس واقعے نے سارے جادوگروں کو بے ساختہ سجدے میں گرا دیا۔ وہ پکار اٹھے کہ ہم اس رب العالمین پر ایمان لے آئے۔ موسیٰ اور ہارون کے رب پر۔

اور سورہ طٰہٰ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

فَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوْا آمَنَّا بِرَبِّ هَارُوْنَ وَمُوْسٰى (سورۃ طٰہٰ، رقم الآیۃ ۷۰)

یعنی ”چنانچہ (یہی ہوا اور) سارے جادوگر سجدے میں گرا دیے گئے، کہنے لگے کہ ہم ہارون اور موسیٰ کے رب پر ایمان لے آئے“۔

اور سورہ شعراء میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

فَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ سَاجِدِيْنَ .قَالُوْا آمَنَّا بِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ .رَبِّ مُوْسٰى وَهَارُوْنَ (سورۃ الشعراء، رقم الآیات ۴۶ الیٰ ۴۸)

یعنی ”بس پھر وہ جادوگر سجدے میں گرا دیئے گئے۔ کہنے لگے کہ ہم رب العالمین پر ایمان لے آئے۔ جو موسیٰ اور ہارون کا رب ہے“۔

ان آیات میں مجہول کا صیغہ ”اُلْقِیَ“ استعمال فرمایا گیا ہے، جس کے لفظی معنیٰ ”گر گئے“ نہیں

بلکہ ''گرادیئے گئے'' ہیں، اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حالات ایسے پیش آئے کہ ان کے ضمیر نے انہیں بے ساختہ سجدے میں گر جانے پر مجبور کردیا۔

حضرت موسیٰ کے اس معجزے کو دیکھ کر انھیں یقین ہوگیا کہ یہ جادوگری نہیں، بلکہ معجزہ ہے، کیونکہ جادو اور معجزے میں امتیاز ایک جادوگر سے بڑھ کر کسے ہوسکتا ہے، جادوگر، جادو کی حقیقت اور اس کی حدود کو خوب سمجھتا ہے، چنانچہ جیسے ہی جادوگروں نے اس معجزے کو دیکھا، وہ جادوگری کے فن میں مہارتِ کاملہ کے باعث اس یقین سے سرشار ہوگئے کہ یہ جادوگری نہیں، بلکہ نبوت ورسالت کا اعجاز ہے، چنانچہ جیسے ہی انھیں آپ کے نبی اور رسول ہونے کا یقین ہوا، اور آپ کی دعوت پر اطمینان ہوگیا اور وہ سمجھ گئے کہ ربُّ العالمین وہی ہے، جس کی طرف حضرت موسیٰ دعوت دے رہے ہیں، فرعون ہمارا رب نہیں، وہ تو ہماری ہی طرح ایک محتاج بندہ ہے، جس نے خواہ مخواہ رب ہونے کا دعویٰ کر رکھا ہے، چنانچہ وہ بے ساختہ اللہ کے سامنے سجدے میں گر گئے، جس سے اللہ کی کبریائی کا اعتراف بھی مقصود ہے، اور ساتھ ہی اس بات کا شکر بھی کہ اللہ نے ہمیں راہ راست کی ہدایت عطا فرمائی، اس لیے سر سجدے سے اٹھاتے ہی انھوں نے اعلان کردیا کہ ہم اس ربُّ العالمین پر ایمان لانے کا اقرار کرتے ہیں، جو موسیٰ اور ہارون کا رب ہے، دوسرے لفظوں میں وہ ساری کائنات کا رب ہے۔ [1]

بعض مفسرین نے جادوگروں کے فوراً پختہ یقین اور استقامت کے ساتھ ایمان لانے، اور نتائج سے بے پرواہ ہوکر ڈنکے کی چوٹ پر ایمان لانے کی ایک منطقی توجیہ یہ بیان کی ہے کہ جو شخص کسی فن کا

---

[1] وذلک أن موسى عليه السلام لما ألقاها، صارت حية عظيمة ذات قوائم، فيما ذكره غير واحد من علماء السلف، وعنق عظيم وشكل هائل مزعج، بحيث إن الناس انحازوا منها وهربوا سراعا، وتأخروا عن مكانها وأقبلت هى على ما ألقوه من الحبال والعصى، فجعلت تلقفه واحدا واحدا فى أسرع ما يكون من الحركة، والناس ينظرون إليها ويتعجبون منها، وأما السحرة فإنهم رأوا ما هالهم وحيرهم فى أمرهم، واطلعوا على أمر لم يكن فى خلدهم ولا بالهم ولا يدخل تحت صناعاتهم وأشغالهم، فعند ذلک وهنالک تحققوا بما عندهم من العلم أن هذا ليس بسحر ولا شعوذة ، ولا محال ولا خيال، ولا زور ولا بهتان ولا ضلال، بل حق لا يقدر عليه إلا الحق، الذى ابتعث هذا المؤيد به بالحق.

وكشف الله عن قلوبهم غشاوة الغفلة، وأنارها بما خلق فيها من الهدى وأراح عنها القسوة، وأنابوا إلى ربهم ،وخروا له ساجدين، وقالوا جهرة للحاضرين ولم يخشوا عقوبة ولا بلوى: " آمنا برب موسى وهرون "

(قصص الانبياء لابنِ كثير، ج ۲ ص ۴۶، ۴۷، ذكر قصة موسى الكليم عليه الصلاة والتسليم)

www.idaraghufran.org

ماہر ہو، اسے اس فن کے ممکنات کی انتہا اور اس کے حدود و قیود (limitations) کا بخوبی علم ہوتا ہے، وہ اپنے فن کے مخصوص میدان (Field of Specialization) میں کسی چیز کی قدر، اہمیت، معیار وغیرہ کو صحیح پہچان سکتا ہے، جادوگر جو اپنے فن کے منجھے ہوئے ماہرین تھے، وہ فوراً پہچان گئے تھے کہ ان کے جادو کے مقابلے میں جو کچھ حضرت موسیٰ نے پیش کیا ہے، وہ جادو سے ماوراء کوئی چیز ہے، لہٰذا جس حقیقت کا ادراک فرعون اور اس کے درباری نہ کر سکے، وہ بجلی کی ایک چمک کی مانند آناً فاناً جادوگروں کے دلوں کے تاریک گوشوں کو روشن کر گئی، اور ان کو ایسا ایمان نصیب ہوا، جس کی جرأتِ اظہار اور استقامت نے فرعون اور اس کے لاؤ لشکر کو پریشان کر دیا۔ [1]

اسی طرح جادوگروں نے ربُّ العالمین کے ساتھ ''موسیٰ وہارون کے رب'' کا لفظ اس لئے بڑھایا، تاکہ فرعون کی قوم میں سے کسی کو یہ وہم نہ ہو کہ انہوں نے یہ سجدہ فرعون کو کیا ہے، کیونکہ فرعون بھی اپنے آپ کو ربِ اعلیٰ کہتا تھا۔ [2]

---

[1] فلما عاين السحرة ذلک وشاهدوه، ولهم خبرة بفنون السحر وطرقه ووجوهه علموا علم اليقين أن هذا الذى فعله موسى ليس من قبيل السحر والحيل، وأنه حق لا مرية فيه، ولا يقدر على هذا إلا الذى يقول للشىء کن فيکون، فعند ذلک وقعوا سجدا لله، وقالوا آمنا برب العالمين رب موسى وهارون (تفسير ابنِ کثير، ج۵ ص ۲۶۶، سورة طٰهٰ)

فألقى السحرة ساجدين يعنى انهم لما راو ما راوا لم يتمالکوا أنفسهم لعلمهم بان مثله لا يتاتى بالسحر فطرحوا على وجوههم وانه تعالى ألقاهم بما وفقهم للتوبة وفيه دليل على ان منتهى السحر تمويه وتزوير يخيل شيئا لا حقيقة له (التفسير المظهرى، ج۷ ص۶۷، سورة الشعراء)

[2] قالوا آمنا برب العالمين رب موسى وهارون ابدلوا الثانى بالأول لئلا يتوهم انهم أرادوا به فرعون (التفسير المظهرى، ج۳ ص۳۹۳، سورة الاعراف)

پروپرائیٹر: وسیم ریاض

ریاض سٹیل فرنیچر اینڈ الماری سنٹر

ہمارے ہاں الماری، کیبنٹ، سیف، آفس فرنیچر وغیرہ دستیاب ہیں

دوکان نمبر: M-76,77
وارث خان بس سٹاپ، راولپنڈی

Tel: 051-5500104
Ph: 051-5962645
Mob: 0333-5585721

طب وصحت

حکیم مفتی محمد ناصر

’’سنوت‘‘ میں ہر مرض کی شفاء ہے

جسمانی بیماریوں اور امراض کی شفاء کے لئے احادیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جن چیزوں کی نشاندہی فرمائی ہے، اُن میں سے ایک چیز ’’سنا‘‘ اور ’’سنوت‘‘ بھی ہے۔

چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :ثَلَاثٌ فِيهِنَّ شِفَاءٌ مِنْ كُلِّ دَاءٍ إِلَّا السَّامَ السَّنَا وَالسَّنُّوتُ قَالَ مُحَمَّدٌ :وَنَسِيتُ الثَّالِثَةَ "قَالُوا :يَا رَسُولَ اللهِ، هَذَا السَّنَا قَدْ عَرَفْنَاهُ، فَمَا السَّنُّوتُ؟ قَالَ :لَوْ شَاءَ اللهُ لَعَرَّفَكُمُوهُ

(السنن الکبری،للنسائی، رقم الحدیث ۷۵۳۳)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین چیزوں میں ہر بیماری کی شفاء ہے، سوائے موت کے، ایک تو ’’سنا‘‘ میں (شفاء ہے) اور دوسرے ’’سنوت‘‘ میں (شفاء ہے) محمد راوی کہتے ہیں کہ میں تیسری چیز کو بھول گیا، لوگوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! اس ’’سنا‘‘ کو تو ہم پہچانتے ہیں، ’’سنوت‘‘ کیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اللہ نے چاہا، تو اس کی پہچان بھی تم کو کرادے گا (سننِ کبریٰ نسائی)

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی سند سے ہی مروی ایک روایت میں یہ الفاظ مروی ہیں کہ:

قال رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :إن في السنا والسنوت شفاء من كل داء (الطب النبوی،لابی نعیم الأصبهانی، رقم الحدیث ۱۷۸)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ’’سنا‘‘ میں اور ’’سنوت‘‘ میں ہر بیماری کی شفاء ہے (الطب النبوی)

اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ :مَا لِي أَرَاكِ مُرْتَثَّةً؟ فَقُلْتُ :شَرِبْتُ دَوَاءً أَسْتَحْشِي بِهِ، قَالَ :وَمَا هُوَ؟ ، قُلْتُ :الشُّبْرُمُ، قَالَ:

www.idaraghufran.org

وَمَا لَکِ وَالشُّبْرُمِ؟ ، قَالَ :فَإِنَّهُ حَارٌّ نَارٌ ،عَلَيْکِ بِالسَّنَا وَالسَّنُّوتِ فَإِنَّ فِيهِمَا دَوَاءٌ مِنْ کُلِّ شَيْءٍ ، إِلَّا السَّامَ(المعجم الکبیر للطبرانی،رقم الحدیث ۹۵۲)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے، اور فرمایا کہ تم پراگندہ حال کیوں ہو؟ میں نے عرض کیا کہ میں نے ایک دوا استعمال کی ہے، جس کی وجہ سے میری کھال سے بو آ رہی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے کون سی دوا استعمال کی ہے؟ میں نے عرض کیا کہ ''شبرم'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے ''شبرم'' کو کیوں استعمال کیا، کیونکہ وہ تو (اثر میں) گرم آگ ہے، تمہیں چاہیے کہ ''سنا'' اور ''سنوت'' استعمال کرو، کیونکہ اس میں ہر بیماری کی دوا ہے، سوائے موت کے (طبرانی)

اور حضرت ابو اُبی بن اُم حرام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -يَقُولُ" :عَلَيْكُمْ بِالسَّنَا وَالسَّنُّوتِ، فَإِنَّ فِيهِمَا شِفَاءً مِنْ كُلِّ دَاءٍ إِلَّا السَّامَ "قِيلَ :يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَمَا السَّامُ؟ قَالَ" :الْمَوْتُ (سنن ابن ماجه، رقم الحديث ۳۴۵۷)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تم ''سنا'' اور ''سنوت'' کو لازم پکڑلو، کیونکہ ان دونوں میں ''سام'' کے علاوہ ہر بیماری کی شفاء ہے، عرض کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول! ''سام'' کیا چیز ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موت (ابنِ ماجہ) [1]

مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ ''سنا'' اور ''سنوت'' میں موت کے علاوہ ہر بیماری کی شفاء ہے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سنوت کی حقیقت دریافت کرنے والے کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ ''اگر اللہ نے چاہا، تو اس کی پہچان بھی تم کو کرادے گا''۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ احادیث میں صراحت کے ساتھ ''سنوت'' کی حقیقت بیان نہیں ہوئی،

---

[1] مذکورہ روایات کی اسناد پر کلام ماہنامہ التبلیغ، میں نومبر2017ء- صفر المظفر 1439ھ، کے شمارے میں مفتی محمد رضوان صاحب کے مضامین میں گزر چکا ہے۔ سناء مشہور نباتات میں سے ہے، جس کی تفصیل ماہنامہ التبلیغ، کے نومبر2017ء (صفر المظفر 1439ھ) اور اس کے بعد کے چند شماروں میں قسط وار شائع ہوچکی ہے۔

www.idaraghufran.org

اسی وجہ سے محدثین اوراہلِ علم حضرات نے سنوت کے مصداق میں مختلف آراء بیان فرمائیں۔

چنانچہ سنوت کی فضیلت کی حدیث روایت کرنے والے جلیلُ القدر تابعی ابنِ ابی عبلہ فرماتے ہیں کہ:

قَالَ ابْنُ أَبِي عَبْلَةَ: السَّنُّوتُ الشِّبِتُّ. وَقَالَ آخَرُونَ: بَلْ هُوَ الْعَسَلُ الَّذِي يَكُونُ فِي زِقَاقِ السَّمْنِ (سنن ابن ماجه، رقم الحديث ٣٤٥٧، مستدرک حاكم، رقم الحديث ٧٤٤٢)

ترجمہ:ابنِ ابی عبلہ نے فرمایا کہ سنوت سے مراد"شبت" ہے،اور بعض دوسرے حضرات نے فرمایا، بلکہ سنوت سے مراد وہ شہد ہے، جو گھی کے برتن میں رکھا ہو(ابنِ ماجہ،حاکم)

جلیلُ القدر تابعی ابنِ ابی عبلہ کے بقول سنوت سے مراد گھی ملا ہوا شہد یا خالص شہد یا"شَبَث" ہے۔

"شَبَث"عربی کا لفظ ہے،"شَبَث" سے بعض لغویین نے مشہور غلہ"سویا"اوراس کے بیج"سوئے" مراد لیے ہیں، جو ذائقہ دوبالا کرنے کے لئے کھانوں میں شامل کیے جاتے ہیں،"شَبَث" کو انگریزی میں"Dill" کہا جاتا ہے (لغات الحدیث،حرف الشین،صفحہ۸،تالیف: علامہ وحید الزمان،مطبوعہ: میر محمد کتب خانہ،کراچی) [1]

جبکہ بعض لغویین نے"شَبَث" سے کھانے میں ڈالے جانے والے تیز پات نام کے خوشبودار پتے مراد لیے ہیں (القاموس الوحید،صفحہ۸۳۷)جلیلُ القدر تابعی ابنِ ابی عبلہ کے علاوہ دیگر اہلِ علم،اور لغت کے ماہرین نے بھی سنوت کے مختلف معانی اور مصداق بیان کیے ہیں۔

چنانچہ ابوعبید احمد بن محمد ہروی،متوفی ۴۰۱ ہجری"الغریبین فی القرآن والحدیث" میں فرماتے ہیں:

قال ابن الأعرابی: السنوت: العسل، والسنوت: الكمون، والسنون: الشبت وفيها لغة أخرى سنوت (الغريبين فی القرآن والحديث، باب السين مع النون، ج۳، ص ۹۳۸)

ترجمہ:ابنِ اعرابی نے کہا کہ سنوت سے مراد شہد ہے،اور سنوت سے مراد زیرہ ہے، اور سنوت سے مراد سویا ہے،اور سنوت کے اور بھی معانی (ومصداق) ہیں (الغریبین فی القرآن والحدیث)

---

[1] والشَّبت: نبت تُستعمل أوراقه وبذوره في إكساب الأطعمة نكهة طيبة (حاشية ابنِ ماجه، تحت رقم الحديث ٣٤٥٧)

www.idaraghufran.org

تاج العروس میں ہے:

’’اورسنوت (پڑھنے میں) تنور کی طرح ہے......،اوراس کے معنیٰ (ومصداق) میں اختلاف ہوا ہے،پس مکھن کوبھی سنوت کہا گیا ہے،اور پنیرکوبھی سنوت کہا گیا ہے،اور یہ دونوں مشہور چیزیں ہیں،اسے صاغانی نے نقل کیا ہے،اورشہد کوبھی سنوت کہا گیا ہے، ......اور کھجور کی قسم کوبھی سنوت کہا گیا ہے،اور کھجور کے شیرہ کوبھی سنوت کہا گیا ہے،اورسویا(سوئے) کوبھی سنوت کہا گیا ہے،اورسونف کوبھی سنوت کہا گیا ہے،اور یہ چاروں (یعنی شہد، کھجور،سویا اورسونف) مصر کی زبان میں ہیں،ان چاروں کوبھی صاغانی نے نقل کیا ہے،اورزیرہ کوبھی سنوت کہا گیا ہے،اورابنِ اعرابی نے سنوت کو زیرہ کی طرح کی چیز بیان کیا ہے‘‘(تاج العروس، ج۴، ص ۵۶۹، وص ۵۷۰، فصل السین المھملة مع التاء، مادة سنت)

اورامام مناوی رحمہ اللہ (وفات ۱۰۳۱ ہجری) فرماتے ہیں:

(والسنوت) بفتح السين أفصح العسل أو الرب أو الكمون أو التمر أو الرازبانج أو الشبت و كل منهما نفعه عظيم ظاهر (فيض القدير شرح الجامع الصغير، للمناوى، تحت رقم الحديث ۳۴۶۴)

ترجمہ:’’سنوت‘‘ سین کے زبر کے ساتھ شہد کو یا شیرہ کو یا زیرہ کو، یا کھجورکو، یا سونف کو، یا سوئے (کے بیجوں) کوکہا جاتا ہے،اوران میں سے ہرایک کا عظیم فائدہ مند ہونا ظاہر ہے(فیض القدیر)

ایک اورمقام پرفرماتے ہیں:

(والسنوت) السبت أو العسل أو رغوة السمن أو حب كالكمون وليس به أو الكمون الكرمانى أو الرازنانج أو التمر أو العسل الذى فى زقاق السمن أقوال (فيض القدير ، تحت رقم الحديث ۵۵۲۹)

ترجمہ:اورسنوت سے مرادسوئے (کے بیج)،یا شہد، یا گھی کا جوہر، یا زیرہ کے مثل، نہ کہ خودزیرہ، یا سفیدزیرہ، یا سونف، یا کھجور، یا شہد جوگھی کے برتن میں رکھا ہو، مختلف اقوال ہیں(فیض القدیر)

www.idaraghufran.org

مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ احادیث میں سنوت کا مصداق بیان نہیں ہوا، جس کی وجہ سے محدثین، لغت کے ماہرین اور اطبائے کرام کے درمیان سنوت کے مصداق میں اختلاف ہوا، اس اختلاف کی بنیاد پر سنوت سے مختلف چیزیں مراد لی گئیں، چنانچہ شہد، گھی، مکھن، پنیر، کھجور یا کھجور کا شیرہ، شبت یعنی سویا یا سوئے کے بیج، کمون، زیرہ، سونف وغیرہ مختلف چیزیں سنوت کے مصداق میں بیان کی گئیں (ملاحظہ ہو:الطب النبوی لابن القیم، صفحہ۹۷، فصل فی هديه صلى الله عليه وسلم في علاج يبس الطبع، واحتياجه إلى ما يمشيه ويلينه، مطبوعه: دارالكتب العلمية، بيروت، لبنان)

پھر کمون کی بعض لغویین نے ''کمونِ برّی''، ''کمونِ ملوکی'' اور ''کمونِ حلو'' نامی مختلف قسمیں بیان کیں، اور ''کمون'' یا ''کمون برّی'' سے زیرہ مراد لیا، پھر زیرے کی اطباء کے نزدیک دو قسمیں ہیں، ایک سفید زیرہ، اور دوسرا سیاہ زیرہ (القاموس الوحید، صفحہ۱۴۲۶)

جبکہ ''کمون حلو'' سے بعض اہلِ علم کے مطابق سونف مراد ہے، جبکہ بعض دیگر لغویین کے مطابق ''کمون حلو'' سے سونف سے ملتے جلتے بیج ''انیسون'' مراد ہیں (مصباح اللغات،۷۲۰، القاموس الوحید، صفحہ۱۴۰۲) اور کمونِ ملوکی سے اطباء نے اجوائن مراد لی ہے۔

اس کے علاوہ کمون سے بعض لغویین نے ہر قسم کے گرم مزاج والے مصالحہ جات بھی مراد لیے ہیں، گرم مصالحہ جات سے مراد گرم مزاج کے حامل نباتاتی تخم یا اُن کے سفوف ہیں، گرم مصالحہ جات میں زیرہ، سونف، اجوائن وغیرہ کے علاوہ سیاہ مرچ (فلفل اسود ''Black pepper'')، ہلدی (اَلْکُرْکُم ''Turmeric'')، وغیرہ دیگر چیزیں بھی شامل ہیں۔

چنانچہ احمد مختار عبدالحمید عمر فرماتے ہیں:

> ك م ن: كَمُّون [جمع]: (نت) نبات زراعيّ عُشبيّ حوليّ من التوابل أدقّ من السِّمسم، أصنافُهُ كثيرة تستخرج منه مشروبات صحِّيَّة نافعة، وهو مُنبِّه للمعدة يُزيل سوء الهضم والمَغَص. "كَمُّون أسود/ برِّيّ." (معجم اللغة العربية المعاصرة، مادة "ك م ن")

ترجمہ: ک م ن: کمون نباتاتی تخم (وبیج) ہیں، جو گرم مصالحوں پر مشتمل ہیں (اس کی بعض قسمیں) تِلوں سے زیادہ ہلکی ہیں، اس کی بہت سی قسمیں ہیں، جن سے فائدہ مند

مشروبات (قہوے یا جوشاندے کی شکل میں) حاصل کیے جاتے ہیں، یہ (گرم مصالحے) معدہ کو فعّال (وتندرست) کرتے اور ہضم کی خرابی اور پیٹ کے مروڑ کو ختم کرتے ہیں۔اس کی قسموں میں کالا زیرہ اپنی دیگر قسموں کے ساتھ (یعنی سفید زیرہ اور سونف، یا سونف سے ملتے جُلتے بیج ''انیسون'' وغیرہ) شامل ہے (معجم اللغۃ العربیۃ المعاصرۃ)

مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ سنوت کے مصداق میں محدثین، اور لغت کے ماہرین نے مختلف چیزیں بیان کی ہیں، اور یہ سب چیزیں نہایت فائدہ مند ہیں، اور سنوت کے مصداق میں اہلِ علم کی مذکورہ بیان کردہ تمام اشیاء کو درجہ بدرجہ مراد لینے کی گنجائش ہے۔

ڈاکٹر خالد غزنوی صاحب تحریر فرماتے ہیں:

حضور نے سنا کو فی الواقعی شفا کا ذریعہ قرار دیا ہے، احادیث میں سنا کے ساتھ سنوت کی شمولیت کی تحویل بعد کے لوگوں کے لئے مخمصہ بن گئی، محدث عبداللطیف بغدادی کی رائے میں گھی والی مشک میں شہد ڈال کر اسے خوب ہلا کر نکال لیں تو سنوت ہے۔ دیگر علماء نے اسے سونف، زیرہ، کھجور وغیرہ قرار دینے کی کوشش کی ہے۔ابن ماجہ کو سنا اور سنوت والی حدیث عمرو بن سعسکی کی وساطت سے میسر آتی تھی اور اس بارے میں شیخ سعسکی کا خیال ہے کہ اس سنوت سے مراد ''شبت'' (سویا) ہے۔ ہمارے یہاں سوئے کا ساگ عام ہوتا ہے اور اس کے بیج کا عرق نکال کر بدہضمی اور پیٹ کی متعدد بیماریوں میں استعمال کیا جا تا ہے، بچوں کی بدہضمی کے لئے آنے والا مشہور سیال ''گرائپ واٹر'' بھی اسی جزوِعامل سے مرتب ہے۔ انگریزی میں ان کو dill کہتے ہیں اور واٹر کی ہر خوراک میں سوڈا بائی کارب کے ساتھ OIL OF DILL کی معمولی مقدار ملی ہوئی ہے کیونکہ سوئے یا ان کا تیل پیٹ میں قولنج نہیں پڑنے دیتے۔ سنا کی میں صرف ایک بُری بات ہے کہ اس کو اگر براہِ راست کھایا جائے تو اس سے پیٹ میں بل پڑتے ہیں اور نفخ پیدا ہوسکتی ہے۔ برٹش فارما کو پیا میں اس کے ذیلی اثرات کو ختم کرنے کے لئے نسخہ میں سونف یا زیرے کا تیل شامل کیا جا تا ہے۔ جبکہ

اطباءقدیم کے نسخوں میں ادرک تراشیدہ شامل کیا گیا ہے۔

ان مشاہدات کوسامنے رکھ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سمجھ میں آتی ہے کہ انہوں نے سناء کے ساتھ جس چیز سنوت کا تذکرہ فرمایا وہ قولنج کوروکنے اور ریاح کوخارج کرنے والا جزو ہوگا اور جب اس نقطہ نظر سے دیکھیں تو محدثین کرام نے جتنے بھی اندازے کئے ہیں ان میں سے ہرایک درست نظر آتا ہے۔شہد اور زیرہ یا کھجور میں سے جس چیز کو بھی شامل کریں قولنج کوروکنے میں یکساں مفید ہوگی۔البتہ عمرو سعسکی کی دریافت سوئے،دوسری چیزوں سے زیادہ مفید ہیں جس کا مشاہدہ گرائپ واٹر کے نسخہ میں کیا جاسکتا ہے(علاجِ نبوی اور جدید سائنس،صفحہ 330،مطبوعہ:الفیصل ناشران وتاجران کتب،لاہور)

ادارہ غفران میں قمری مہینوں کی 17،19،اور 21 تاریخوں میں حجامہ کیا جاتا ہے۔
حجامہ کے لئے تشریف لانے والے حضرات مندرجہ ذیل فون نمبر پروقت لے کر تشریف لائیں۔
حکیم مفتی محمد ناصر صاحب: 051-5507270 0333-5365830

پروپرائیٹر: محمد اخلاق عباسی محمد نذران عباسی

نیو

عباسی چکن شاپ

ہمارے ہاں شیور ودیسی مرغی،صاف گوشت اور پوٹہ کلیجی ہول سیل ریٹ پر دستیاب ہے۔

نیز شادی بیاہ اور دیگر تقریبات کے لئے ہماری خدمات حاصل کریں۔

دوکان نمبر H-919،حق نواز روڈ،گلاس فیکٹری چوک،راولپنڈی
موبائل:0300-5171243---0301-5642315

اخبارِ ادارہ

مفتی محمد ناصر

ادارہ کے شب وروز

□......20 / و27 شعبان اور 4 / و11 رمضان 1440 ہجری بروز جمعہ متعلقہ مساجد میں وعظ ومسائل کے سلسلے حسبِ معمول ہوئے۔

□......15 / 22 / 29 شعبان اور 6 / رمضان 1440 ہجری بروز اتوار، مفتی صاحب مدیر کی اصلاحی مجالس صبح تقریباً ساڑھے دس بجے حسبِ معمول منعقد ہوتی رہیں۔

□......16 / 23 / و30 شعبان اور 7 / رمضان بروز پیر، بعد ظہر، ادارہ میں حکیم قاری محمد اقبال صاحب نے بعض مریضوں کا طبی معائنہ کیا۔

□......17 / شعبان بروز جمعرات، ادارہ میں بعض مریضوں کا حجامہ کیا گیا۔

□......24 / شعبان بروز منگل جناب خورشید خان صاحب کا جگر کے عارضے میں انتقال ہوگیا، آپ ادارہ کے خاص متعلقین میں سے اور انتہائی مہمان نواز شخصیت تھے، اور جناب فرقان صاحب (برادر مفتی صاحب مدیر) کی چھوٹی بیٹی کے سُسر تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرتِ کاملہ فرمائے، اور پسِ ماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ آمین

□......30 / شعبان، بروز پیر کی شام رمضان کے چاند کا اعلان ہوتے ہی ادارہ میں حسبِ سابق تراویح میں قرآن مجید سنانے کے مختلف حلقے قائم ہوگئے، حضرت مدیر صاحب اور آپ کے صاحبزادے مولانا محمد ریحان صاحب، مسجدِ غفران میں (ڈیڑھ پارہ روزانہ) قرآن مجید سنا رہے ہیں، ادارہ کے مختلف حصوں میں مولانا طارق محمود صاحب (دو پارے روزانہ) قاری محمد طاہر صاحب اور حافظ محمد لقمان صاحب (ڈھائی پارے روزانہ) سنا رہے ہیں، جناب خورشید خان صاحب مرحوم (امر پورہ) کی رہائش گاہ میں حافظ محمد عفان صاحب (دو پارے روزانہ) اور مولانا غلام بلال صاحب اپنے گھر میں (سوا پارہ روزانہ) سنا رہے ہیں، مسجد نسیم میں مولانا محمد ناصر صاحب (سوا پارہ روزانہ) اور مولانا محمد طلحہ صاحب اپنے گھر میں (دو پارے) اور مولانا عبدالوہاب صاحب اور مولانا محمد شعیب صاحب جامع مسجد نمرہ (صادق آباد) میں (سوا پارہ روزانہ) سنا رہے ہیں، مسجد بلال (صادق آباد) میں مفتی محمد یونس صاحب کے ہاں قاری شہباز صاحب سنا رہے رہیں، اور مولانا محمد فرحان صاحب (مسجد عثمان، ائرپورٹ سوسائٹی میں) روزانہ سوا پارہ سنا رہے ہیں، اور قاری کریم اللہ صاحب، خانقاہ نقشبندیہ (پرانا

چاکرہ) میں (سواپارہ روزانہ) سنا رہے ہیں۔

□......11/رمضان، بارہویں شب، قاری محمد طاہر صاحب اور حافظ محمد لقمان صاحب کا تراویح میں قرآن مجید مکمل ہوا، حضرت مدیر نے دعاء فرمائی۔

□......13/رمضان، چودھویں شب، شعبہ حفظ کے طالب علم زمرد خان اور محمد حذیفہ کا تراویح میں قرآن مجید مکمل ہوا، اس موقع پر حضرت مدیر صاحب نے دعاء بھی فرمائی۔

□......14/رمضان، پندرہویں شب، مولانا طارق محمود صاحب اور مولانا طلحہ مدثر صاحب کا اپنے اپنے مقامات پر تراویح میں قرآن مجید مکمل ہوا۔

□......16/شعبان (22/اپریل) بروز پیر سے 26/شعبان (2/مئی) بروز جمعرات تک تعمیرِ پاکستان سکول میں 1st Mid Term Exams کا سلسلہ جاری رہا، 28/شعبان (4/مئی) بروز ہفتہ امتحانات کے نتائج اور طلبہ کو گرمیوں کی چھٹیوں کا کام فراہم کرنے کے ساتھ گرمیوں کی چھٹیوں کا آغاز ہوگیا۔

Awami Poultry
Hole sale center
پروپرائیٹر: پرویز اعوان
عوامی پولٹری ہول سیل سینٹر
ہمارے ہاں مرغی کا مکمل سپیئر پارٹس دستیاب ہے، مثلاً گردن، پوٹا کلیجی، وینگ، لیگ پیس اور بون لیس وغیرہ دستیاب ہیں
تھوک و پرچون ہول سیل ڈیلر
نیز شادی بیاہ میں مال منڈی ریٹ پر دستیاب ہے
مین روڈ، رتہ امرال، راولپنڈی 0321-5055398 0336-5478516

اخبارِ عالم

مولانا غلام بلال

دنیا میں وجود پذیر ہونے والے اہم ومفید حالات وواقعات، حادثات وتغیرات

21/اپریل/2019ء/15/شعبان المعظم/1440ھ: پاکستان: پولیو وائرس پر قابو پانے کے لیے پاکستان اور افغانستان کا فیصلہ، پاک افغان سرحد عبور کرنے والوں کے لیے پولیو کارڈ لازمی قرار 22/اپریل: سری لنکا: 3چرچ 4ہوٹلوں سمیت 8مقامات پر دھماکے، 207افراد ہلاک، پاکستان کی مذمت، مدد کی پیشکش 23/اپریل: سری لنکا: دھماکوں میں ہلاکتوں کی تعداد300، 500افراد زخمی، مرنے والوں میں غیر ملکی بھی شامل 24/اپریل: پاکستان: وفاقی کابینہ،ادویات کی قیمتوں میں کمی، چین کے ساتھ آزادانہ تجارتی معاہدے کی منظوری، ادویات کی قیمتیں جلد کم کی جائیں گی ☎ کراچی، سمندر سے سمندر اور زمین پر مار کرنے والے میزائل کا کامیاب تجربہ 25/اپریل: پاکستان: حکم امتناعی ختم، عدالت نے موبائل فون کارڈز پر تمام ٹیکس بحال کردیے 26/اپریل: پاکستان: حکومت اور اپوزیشن میں نیب اصلاحات پر مذاکرات اور نیا بل لانے پر اتفاق 27/اپریل: پاکستان: ایل این جی اسکینڈل، شاہد خاقان سمیت 7افراد کے نام ای سی ایل میں شامل، بیرون ملک سفر پر پابندی 28/اپریل: پاکستان: حکومت کا تمام435وفاقی اداروں کی تنظیم نو کا فیصلہ، 19ادارے صوبوں کے حوالے کرنے، 12 کو آزاد بنانے، 43 کو ضم کرنے، 228 کو خودمختار کرنے کی تجویز 29/اپریل: پاکستان: چین سے آزاد تجارتی معاہدے کا دوسرا مرحلہ، 90فیصد پاکستانی برآمدات، ڈیوٹی فری، پشاور تا کراچی دوہرا ریلوے ٹریک بچھانے کے معاہدے پر بھی دستخط، چین سے معاہدہ طے 30/اپریل: پاکستان: سعودیہ سے اضافی کوٹہ مل گیا، مزید 15ہزار 790پاکستانی حج کی سعادت حاصل کرسکیں گے یکم/مئی: پاکستان: پنجاب اسمبلی میں نئے بلدیاتی نظام کا بل منظور، تحصیل وویلج کونسلیں قائم ہوں گی، مدت چار سال مقرر 2/مئی: پاکستان: حافظ آباد، قدرتی گیس کے اعلیٰ معیار کے ذخائر دریافت 3/مئی: پاکستان: نیپرا نے ٹیرف تبدیل کردیا، بجلی 40فیصد تک مہنگی، آف پیک آورز میں قیمت 9.30فی یونٹ سے بڑھ کر 14.38ہوگئی، 300سے زاید یونٹس استعمال کرنے والے گھریلو صارفین بھی متاثر ہوں گے 4/مئی: پاکستان: معاشی بحران سے نمٹنے کی ایک اور کوشش، حکومت نے گورنر اسٹیٹ بینک اور چیئرمین ایف بی آر کو برطرف کردیا ☎ ای سی سی نے پیٹرول 9روپے مہنگا کرنے کی منظوری دے دی، پیٹرول کی نئی قیمت 108روپے ہوگی 5/مئی: پاکستان: پنجاب میں نیا بلدیاتی نظام نافذ، 58ہزار عوامی نمائندے فارغ، گورنر نے لوکل گورنمنٹ بل پر دستخط کردیے، محکمہ بلدیات نے

www.idaraghufran.org

گزٹ نوٹیفکیشن جاری کردیا، نئے انتخابات تک ایڈمنسٹریٹرز کام کریں گے ✍ 6/مئی: پاکستان: کابینہ منظوری کے بغیر پٹرولیم مصنوعات مہنگی، جی ایس ٹی بڑھانے کا نوٹیفکیشن رات گئے جاری کیا گیا، پیٹرول کی نئی قیمت 108.31، لائٹ ڈیزل 86.94، مٹی کے تیل کے نئے نرخ96.77روپے لیٹر مقرر، سیل ٹیکس شرح میں 17 فیصد تک اضافہ،عوام، تاجر اور اپوزیشن سراپا احتجاج ✍ 7/مئی: پاکستان: رواں سال 10 شوال تک عمرہ کے ویزے جاری کیے جائیں گے،اس سے قبل سعودی عرب ماہِ رمضان کے بعد عمرہ زائرین کو ویزے جاری نہیں کرتا تھا ✍ 8/مئی : پاکستان: وفاقی کابینہ، وزارتوں کا انٹرٹیمنٹ فنڈ ختم، پیٹرول مہنگا کرنے کی توثیق ✍ 9/مئی : پاکستان: لاہور، داتا دربار کے باہر پولیس گاڑی پر خودکش حملہ، 10 شہید، 28زخمی، شہدا میں 4اہلکار، دوخواتین، راہگیر اور سیکورٹی گارڈ شامل، حملے کی ملکی سطح پر پرزور مذمت ✍ 10/مئی: پاکستان: بجٹ آئندہ مالی سال جون میں پیش کیا جائے گا ✍ 11/مئی: پاکستان: آئی ایم ایف کے ساتھ نئے پروگرام پر اتفاق،تفصیلات طے ہونے کے بعد آئی ایم ایف کے ایگزیکٹو بورڈ نے 22ویں معاہدے کی منظوری دے دی، 3سالہ پروگرام کے تحت پاکستان کو8ارب ڈالر تک قرضہ ملے گا، پاکستان نے تمام کڑی شرائط تسلیم کر لیں،قوم کو مشکلات برداشت کرنی پڑیں گی،وزیراعظم ✍ 12/مئی: پاکستان: پنجاب میں سرکاری ملازمین کی بچیوں کے جہیز فنڈ، تعلیمی سکالرشپس میں 100 فیصد اضافہ ✍ 13/مئی: پاکستان: عازمین حج کی بائیومیٹرک تصدیق 22 مئی سے شروع ہوگی ✍ 14/مئی: پاکستان: قبائلی اضلاع کی نشستوں میں اضافہ، آئینی بل متفقہ منظور ☎ آئی ایم ایف سے معاہدہ، سٹاک مارکیٹ میں شدید مندی، ڈالر مزید 1 روپیہ مہنگا ✍ 15/مئی: پاکستان: وفاقی کابینہ نے ٹیکس ایمنسٹی سکیم کی منظوری دے دی، پاکستان بینک اکاؤنٹ میں رقم منتقل کرنے پر 4، بیرونی اکاؤنٹس میں رکھنے پر 6فیصد ٹیکس لاگو ہوگا ✍ 16/مئی: پاکستان: پنجاب کے نئے بلدیاتی نظام میں 5 میٹرو پولیٹن کارپوریشن ہوں گے، سربراہ لارڈ میئرز کہلائیں گے،شہروں میں یونین کونسل کا نام نیبر ہڈ، دیہات میں پنچائیت ہوگا، براہِ راست زیادہ ووٹ لینے والا چیئرمین ہوگا، حلقہ بندیاں بنانے میں الیکشن کمیشن کا اختیار ختم ✍ 17/مئی: پاکستان: لاہور ہائیکورٹ نے حکمرانوں اور افسروں کو سرکاری خزانے کے ذاتی استعمال سے روک دیا، جسٹس امین نے درخواست پر ابتدائی دلائل مکمل ہونے پر مختصر فیصلہ سنا دیا ✍ 18/مئی: پاکستان: ڈالر کی ڈیڑھ سنچری، سٹاک مارکیٹ میں مزید133ارب ڈوب گئے ✍ 19/مئی: پاکستان: ڈالر مہنگا ہونے پر سی این جی کی قیمتوں میں بھی 3روپے فی لٹر کا اضافہ ✍ 20/مئی: پاکستان: کراچی کے قریب گہرے سمندر سے تیل اور گیس کے ذخائر کا کوئی نمونہ نہ مل سکا، ڈرلنگ پر ساڑھے14ارب کے اخراجات ہوئے۔

صراط CERAAT
CENTER FOR EDUCATION, RESEARCH ANALYSIS, ACCREDITATION AND TRAINING

نافع

معاملات میں دین کے احیاء کو اپنی محنت کا میدان بنایئے

مفتیان کرام
کیلئے اہم موقع

بذریعہ

1. کسی بھی دارالافتاء کے شعبہ معاملات میں خدمات
2. کاروباری اداروں کے شریعہ ڈیپارٹمنٹ میں خدمات
3. شعبہ زکوٰۃ میں خدمات
4. "نافع" جیسے اداروں میں مستقل خدمات

ان تمام شعبوں میں عملی خدمات کی تیاری کے لئے "نافع" میں شمولیت اختیار کیجئے

فوائد:

- کاروباری اداروں اور تجارتی مراکز تک رسائی کے ذریعہ فقہ الواقع کا علم اور فقہ الشرع کی عملی تطبیق۔
- مختلف قسم کے کاروباری اداروں کے شرعی تجزیہ کے ذریعے مارکیٹ کے عرف سے روشنائی اور خود اعتمادی میں اضافہ۔
- کارپوریٹ سیکٹر میں مطلوبہ صلاحیتوں کا ماہرین فنون کی سرپرستی میں حصول مثلاً اکاؤنٹنگ، کمپیوٹر، کارپوریٹ لاءز، مینجمنٹ سکلز وغیرہ
- معاملات میں عرب علماء کی فقہی تحقیق سے استفادہ کی سہولت اور علمی ترقی۔

"نافع" کا تعارف

- "نافع" 10 سال سے شعبہ معاملات میں احیائے دین کیلئے حضرت مفتی محمود الحسن شاہ مسعودی صاحب مدظلہ العالی اور مفتی محمد حسن صاحب دامت برکاتہم کی سرپرستی میں سرگرم عمل ہے۔
- "نافع" کی نظریاتی بنیادوں اور طریقہ کار کو پاک و ہند کے نامور علماء اور مفتی حضرات کی تائید حاصل ہے۔
- "نافع" 80 سے زائد اداروں کو خدمات فراہم کر چکا ہے۔
- "نافع" سے تربیت حاصل کرنے والے تجربہ کار مفتی حضرات متعدد کمپنیوں میں شریعہ کمپلائنس کی ذمہ داری سرانجام دے رہے ہیں۔

کھانے
اور
جیب خرچ
کی مد میں
معقول وظیفہ

درج ذیل کوائف کے حامل افراد شمولیت کے لئے درخواست دے سکتے ہیں

- درس نظامی
- تخصص فی الافتاء

حتمی تقرری بذریعہ ٹیسٹ اور انٹرویو ہوگی۔

محدود نشستوں کی وجہ سے پہلے آنے والے حضرات کو ترجیح دی جائے گی اس لیے جلد رابطہ فرمائیں۔

اپنے کوائف پر مشتمل درخواستیں درج ذیل پتہ پر ارسال فرمائیں اور کسی اہم موضوع پر تحقیقی فتویٰ یا مقالہ یا مضمون لکھا ہو تو وہ بھی ارسال فرمائیں۔

آخری تاریخ: 10 شوال

آفس نمبر 235، سیکنڈ فلور، آشیانہ شاپنگ سنٹر 78-D-1
گلبرگ 3، لاہور، پاکستان
0322-4456244

www.naafay.org
naafey@gmail.com

قرآن تھراپی | ہومیوپیتھی | طب نبویؐ | حجامہ

قرآنِ تھراپی سنٹر کے تحت تمام مریضوں کیلئے
خصوصی رعایت

حجامہ
حجامہ کا پہلا پوائنٹ -/500 روپے اور اسکے بعد کے تمام
پوائنٹ -/300 روپے میں

مائیگرین | دردِ شقیقہ | کمر درد | لقوہ
فالج | شوگر | نیند کا نہ آنا | ڈپریشن
خون کے امراض | معدہ جگر کے امراض | ذہنی نفسیاتی امراض | مہروں کے درد

''اس میں روحانی اور جسمانی دونوں امراض کا علاج ہے''
حفظانِ صحت کے تمام اصولوں کو مدِ نظر رکھا جاتا ہے۔

جدید تشخیصی نظام

خواتین کیلئے لیڈی ڈاکٹر

آپکے خون کا ایک قطرہ آپکے جسم میں چھپی تمام بیماریوں کی نشاندہی کر سکتا ہے

تشریف لانے سے پہلے وقت ضرور لیں
کلینک ٹائمنگ صبح 9 بجے تا شام 6 بجے

قرآن تھراپی سنٹر سید پور روڈ حیدری چوک راولپنڈی بالمقابل عائشہ ہاسپٹل (ناغہ جمعہ، ہفتہ)

لاہور کلینک: گارڈن ٹاؤن ابوبکر بلاک 77/B (بروز ہفتہ)

0300-5208331-0300-5208331

طب نبویؐ کی تمام پراڈکٹس دستیاب ہے۔خالص شہد بیری، زیتون کا تیل، خالص زیتون، کلونجی، سنا مکی، تلبینہ وغیرہ

لذیذہ مرغ پلاؤ ®

Laziza Murgh Pulao ®

Murgh Pulao

Pulao Kabab

برانچ:

چوک آفندی کالونی، صادق آباد، راولپنڈی

051-8489611

0300-9877045

Website for Order:

www.lazizamurghpulao.com

Contact All Branches:

51-8489511 , 0310-4043333

برانچ: النور پلازہ، نزد شیل پٹرول پمپ، مین اڈیالہ روڈ، راولپنڈی

051-8772884 0334-8082229

برانچ: سلمان شہید روڈ، آفندی کالونی، چوک صادق آباد، راولپنڈی

إِنَّ أَفْضَلَ مَا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ الْحِجَامَةُ، أَوْ إِنَّ مِنْ أَمْثَلِ دَوَائِكُمُ الْحِجَامَةَ (ترمذی)

ترجمہ:تم جس چیز سے(بیماریوں کی)دواءوعلاج کرتے ہو،اُس میں افضل چیز حجامہ ہے،یا یہ فرمایا کہ تمہاری دواؤں میں سب سے بہتر دواء حجامہ ہے(ترمذی، بخاری، مسلم)

سنت بھی علاج بھی

الحجامہ کلینک

ان بیماریوں کا بہترین علاج

پچھنے لگوانے میں روحانی وجسمانی دونوں بیماریوں کی شفاء ہے

جسم کا درد ۔ ڈپریشن ۔ ہائی بلڈ پریشر ۔ عرق النساء ۔ بواسیر

موٹاپا ۔ گھنٹیا ۔ یرقان ۔ دردِ شقیقہ ۔ بانجھ پن

ہارمونز کا مسئلہ ۔ یورک ایسڈ ۔ معدہ ۔ شوگر ۔ جوڑوں کا درد

جسم کا سُن ہوجانا ۔ کولیسٹرول

اس کے علاوہ72بیماریوں کا علاج

علاج برائے خواتین

مسزعمران رشید (Cupping Therapist)

Diploma Holded of Cupping Therapy(Hijamah)

Executive Member : Hijamh Aps Fourm

مکان نمبرNE-786،ڈاک خانہ ٹیوب ویل والی گلی نمبر4،ڈھوک فرمان علی،راولپنڈی۔

فون نمبر: 0321-5349001-0331-5534900

علاج برائے مردحضرات

شہر یار صاحب

فیز8،بحریہ ٹاؤن،راولپنڈی فون 0313-9524191

زیرِ انتظام

عمران رشید،ڈھوک فرمان علی،راولپنڈی ۔فون0333-5187568

Shaikh Ahsan
0314-5165152

Shaikh M. Usman
0321-5593837

Classic Electronics

Deals in :Computer Networking,
Cable & Accessories

TP-LINK
The Reliable Choice
Authorized Dealer in Pakistan

CISCO
UBIQUITI NETWORKS
D-Link Building Networks for People
Baynet Advance Network Products
MikroTik
netis
Tenda
BAYLAN
TOTO LINK The Smartest Network Device

Shop # 3,G/F, TM Plaza
D.A.V. College Road,Rawalpindi
Tell: 051-5775571-2. Cell: 0314-5165152

مدیر: بابا جی عبدالشکور

راولپنڈی کا سب سے بڑا اور پرانا کتب خانہ

کتب خانہ رشیدیہ

ہمارے ہاں ہر قسم کی دینی کتب

قرآن پاک تفاسیر

احادیث فقہ

تاریخ اصلاحی کتب

درسی کتب اور شروحات

اور بیروت کی کتب

دستیاب ہیں

کتب خانہ اپنی پرانی جگہ (دارالعلوم تعلیم القرآن، مدینہ مارکیٹ) منتقل ہوگیا ہے

راجہ بازار مدینہ مارکیٹ راولپنڈی

فون: 051-5771798 0321-5879002

0321-5247791